إن العاقب والعاقب الذي ليس بعده نبي (الحديث)

لا نبی بعدی ز احسانِ خدا است
پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است

فدایانِ ختمِ نبوت کا ترجمان

جمادی الاول ۱۴۳۰ھ
مئی 2009ء

حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی

فدایانِ ختمِ نبوت پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ العاقب لاہور

جلد 2 | شمارہ 5

جمادی الاول ۱۴۳۰ھ

مئی 2009ء

قیمت 20 روپے

سالانہ 240 روپے

بیاد

- محمد فضل حق خیرآبادی
- احمد اللہ شاہ مدراسی
- سید کفایت علی کافی
- غلام دستگیر قصوری
- فضل احمد لدھیانوی
- امام احمد رضا خان بریلوی
- سید مہر علی شاہ گولڑوی
- محمد سلطان عالم نقشبندی
- جماعت علی شاہ علی پوری
- انوار اللہ خان چشتی
- محمد ضیاء الدین سیالوی
- محمد حسن فیضی
- نواب الدین رمداسی
- محمد سردار احمد چشتی قادری
- محمد الیاس برنی
- محمد کرم الدین دبیر
- ابو الحسنات قادری
- سید جلال الدین شاہ
- ڈاکٹر محمد اقبال
- غازی علم الدین شہید
- عبد الحامد قادری بدایونی
- شاہ احمد نورانی صدیقی
- احمد سعید شاہ کاظمی
- عبد الستار خان نیازی
- سید محمود احمد رضوی
- محمد عبد القیوم ہزاروی
- سید خلیل احمد قادری
- صوفی ایاز خان نیازی
- عامر چیمہ شہید
- محمد امین قادری

فہرست

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

ملک عزیز زاغوں کے تصرف میں

دہشت گردی کے خوفناک سائے سرحد، بلوچستان اور قبائلی علاقوں سے ہوتے ہوئے اسلام آباد اور پنجاب میں داخل ہو گئے ہیں۔ دہشت گردی کے پھیلتے ہوئے اس لامتناہی سلسلے میں شدت پسندوں کا بنیادی ہتھیار ''خودکش حملے'' ہیں۔ یوں تو خودکش حملوں کا سلسلہ **2002**ء میں شروع ہوا لیکن جولائی **2007**ء کے لال مسجد آپریشن کے بعد خودکش حملوں میں خوفناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق **2002**ء سے اب تک تقریباً **154** خودکش حملے ہو چکے ہیں اور ان میں **859** افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

ایک طرف عوام خودکش حملوں سے پریشان ہے تو دوسری طرف امریکہ نے بے دریغ ڈرون حملوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ امریکی ڈرون حملوں کا ہدف پہلے قبائلی علاقے تھے اور اب ان حملوں کا سلسلہ چترال اور بلوچستان تک پھیلانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اب تک تقریباً **60** ڈرون حملے **700** سے زائد پاکستانی نگل چکے ہیں۔

بلوچستان میں ڈرون حملوں کی دھمکی اور وہاں موجودہ حالات انتہائی سنگین مرحلے میں داخل ہو گئے ہیں۔ امریکہ، بھارت افغانستان اور اسرائیل کی مدد سے انتہائی شرمناک منصوبے کی تکمیل میں

معروف ہے۔ اس ناپاک منصوبے کے تحت پاکستان کو **1971** ء جیسے حالات سے دوچار کر کے بلوچستان کو پاکستان سے الگ کر کے افغانستان سے الحاق کروانا یا خودمختار حیثیت دلوانا ہے۔

امریکہ کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ہمیشہ ایک بنی بنائی کہانی میسر رہتی ہے۔ افغانستان کی منظم حکومت پر شب خون مارنا ہو یا تیل اور معدنی ذخائر سے بھرپور عراق پر قبضہ کرنا ہو ایک رام کہانی ہمیشہ امریکی صدر کے میز کی دراز میں موجود ہوتی ہے۔

تازہ ترین امریکی کہانی کے مطابق امریکہ کو بلوچستان میں ملا عمر اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی کا علم ہوا ہے لہٰذا امریکہ کا اگلا ٹارگٹ بلوچستان ہے۔ اس امریکی کہانی کا پس منظر تقریباً اسی طرح کا ہے جس طرح عراق پر حملے سے قبل تھا۔ امریکہ کو عراق کی طرح بلوچستان میں ملا عمر سے کوئی غرض نہیں بلکہ اس کا اصل ہدف بلوچستان کے سونے، تانبے اور دیگر قیمتی معدنیات کے وافر ذخائر ہیں۔

رقبے کے لحاظ سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ بلوچستان میں معدنیات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے صرف ایک ضلع چاغی کے علاقے ''ریکوڈیک'' میں دنیا کے سب سے بڑے سونے اور تانبے کے ذخائر ہیں جن کی مالیت کا اندازہ تقریباً **60** ارب ڈالر ہے۔ **11** مئی **2006** ء کے معروف امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے مطابق ان ذخائر کا بڑا حصہ سونا نکالنے والی معروف یہودی کمپنی ''بیرک گولڈ'' نے خرید لیا ہے۔

بلوچستان میں شورش برپا کرنے کے لیے ایک طرف امریکی ایجنٹ کارفرما ہیں تو دوسری طرف **1968** ء میں قائم ہونے والی پاکستان دشمن بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' (RAW) پوری طرح متحرک ہے۔ قبائلی علاقوں میں نام نہاد طالبان اور بلوچستان میں ناراض بلوچ پاکستان دشمنوں کا خاص ہتھیار ہیں اور ملک دشمن عناصر انہیں اپنے مفادات کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔

ایک مضبوط اور پرامن پاکستان کسی طرح بھی امریکہ اور یہود و ہنود کے مفاد میں نہیں ہے۔ ان کی پوری کوشش ہے کہ پاکستان میں کہیں نہ کہیں بدامنی ضرور ہو تا کہ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف

جنگ میں اسے مصروف رکھا جائے گویا کہ مقاصد تو یہود و ہنود کے پورے ہوں اور گردنیں ہماری فوج اور عوام کٹوائے۔ امریکہ کو اس وقت اس جنگ میں سب سے زیادہ ضرورت بھی کرائے کے مسلمان فوجیوں کی ہے۔ ایسے مسلمان فوجیوں کی جو غیروں کی جنگ لڑتے ہوئے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی گردنیں کاٹیں۔

کون نہیں جانتا کہ سابق سپر پاور روس کے بخیے ادھیڑنے والے لوگ امریکہ کی نظر میں مجاہدین تھے اور انہیں اسلحہ بھی امریکہ کی طرف سے فراہم ہوتا ہے۔ آج وہی مجاہدین امریکہ کے سپر پاور بننے کے بعد ''دہشت گرد'' کیوں ہیں؟

حکمران اقوام متحدہ کے سفیر کی بازیابی میں اہم کردار ادا کرنے والے ''بی این پی'' کے تین رہنماؤں کے قاتلوں کو کیوں بے نقاب نہیں کر رہی؟ براہمداغ بگٹی کے بھارت سے تشویش ناک حد تک بڑھتے ہوئے روابط کو کیوں بے نقاب نہیں کرتی؟ ممبئی حملوں کی طرز پر ہونے والے سری لنکن ٹیم پر حملے اور **30** مارچ کو سانحہ مناواں کے پس پشت ممالک و عناصر کو بے نقاب کیوں نہیں کرتی؟ خوف اور غلامی کی ایک حد ہوتی ہے لیکن ہمارے حکمران اس حد کو عبور کرتے ہوئے مردہ حالت میں پہنچ چکے ہیں۔

پاکستانی حکمرانوں کو جان لینا چاہیے کہ اس خطے میں شاہ ایران اور مشرف سے زیادہ امریکہ کا خیر خواہ کوئی نہیں رہا۔ اس خیر خواہی کے باوجود ان کو امریکہ بچا نہیں سکا اور وہ اس کی راہ تکتے رہ گئے۔ اس لیے اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ حکمران امریکی غلامی کا طوق گلے سے ہمیشہ کے لیے اتار پھینکیں اور تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کو متحد کر کے عوام کے ہمنوا ہو جائیں وگرنہ تاریخ میں پھر کسی اور رنگیلے، میر صادق، میر جعفر، شاہ ایران یا پرویز کا اضافہ ہو جائے گا۔

❁❁❁❁❁

عشقِ جسور اور فقرِ غیور کے امین حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ

علامہ حافظ خادم حسین رضوی

قسط اول میں بیان کیا گیا تھا حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور آپ عجمی النسل تھے۔ آپ شاہ حبشہ اصحمہ نجاشی رضی اللہ عنہ کے بھانجے اور یمن کے رہنے والے تھے۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے 9ھ یا 10ھ میں اسلام قبول کیا۔ قبول اسلام سے قبل آپ رضی اللہ عنہ کے عقد میں دو حقیقی بہنیں تھیں جن میں سے ایک کو آپ نے نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق الگ کر دیا اور دوسری کو اپنے عقد میں باقی رکھا۔

گزشتہ قسط میں بارگاہ نبوی ﷺ میں ایک وفد کی آمد کا تذکرہ کیا ہے۔ صاحب فتوح البلدان نے اس وفد کے متعلق لکھا ہے کہ ''فیروز ان دو سواروں میں سے ایک تھا جن کو باذام نے ابرویز کے حکم سے رسول اللہ ﷺ کو لانے کے لیے بھیجا تھا۔ جب یہ دونوں مدینہ مبارکہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج کو شیرو بن ابرویز نے خسرو ابرویز کو قتل کر دیا ہے۔ یہ سن کر دونوں باذام کے پاس واپس آئے اور جب یہ سنا کہ یہ سچ ہے تو خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور بعد میں باذام بھی اسلام لایا اور اس کی وجہ سے ابناء صنعاء بھی اسلام لائے۔ [1]

نبی کریم ﷺ سے رہنمائی

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے زبیب کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ ﴿قال: اتینا رسول اللہ فقلنا : یا رسول اللہ ان لنا اعناباً ، فما نضع بھا ؟ قال: زببوھا. قلنا : فما نصنع بالزّبیب ؟ قال أنتبذوہُ علیٰ غذائکم و أنبذوہ فی

[1] فتوح البلدان، حصہ: اول، صفحہ: ۱۶۳

الشنان ولا تنبذوا فی القلال فانہ اذا تأخر عن عصرہ صار خلا﴾ [1]

لسانِ مبارک ﷺ سے اسود و مسیلمہ کے دجل کی خبر

نبی کریم ﷺ نے ۷ھ یا ۸ھ میں ایک خواب دیکھا اور بعض روایات کے مطابق یہ خواب ایام علالت کا ہے۔ اس خواب میں نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ آپ نے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہن رکھے ہیں۔ آپ نے ان سونے کے کنگنوں کو نفرت و ناپسندیدگی کی نظر ڈالی تو وہ دونوں کنگن غائب ہو گئے۔

جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اس خواب کا ذکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اس خواب کی تعبیر سے بھی ہمیں مطلع فرمائیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دو فتنے اسلام کے خلاف ایسے اٹھیں گے جن کا رخ میری جانب ہوگا۔ مگر دونوں فتنوں کو اہل اسلام نیست و نابود کر دیں گے۔ ان میں سے ایک فتنہ تو یمن کی جانب سے اٹھے گا اور دوسرا یمامہ کی طرف سے اٹھے گا۔

اصح الکتاب بعد القرآن ''البخاری'' میں امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قصۃ الاسود العنسیّ کا باب قائم فرما کر آخر میں اس خواب کو بیان فرمایا ہے کہ ﴿وانی لا راک الذی اریت فیہ ما اریت وھذا ثابت بن قیس وسیجیبک عنی فا نصرف النبی ﷺ قال عبید اللہ بن عبد اللہ سالت عبد اللہ بن عباس عن رؤیا رسول اللہ ﷺ التی ذکر فقال ابن عباس ذکر لی ان رسول اللہ ﷺ قال بینا انا نائم اریت انہ وضع فی یدیّ سوادان من ذھب فَفَظِعْتُھُمَا و کرھتُھما فاذن لی فَنَفَخْتُھُمَا فَطَارَا فاوّ لتھما کذابین یخرجان فقال عبیدا للہ احدھما العنسیّ الذی قتلہ فیروز بالیمن والاخر مسیلمۃ الکذاب﴾ [2]

(نبی کریم ﷺ نے مسیلمہ کو فرمایا کہ) میں تو سمجھتا ہوں کہ تو وہی شخص ہے جو خواب میں مجھ کو بتلایا

[1] بخاری، رقم: ۱۴۹۹

[2] ابو داؤد، رقم: ۳۷۱۰

گیا تھا۔ میری طرف سے ثابت بن قیس تجھ سے گفتگو کریں گے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ لوٹ گئے۔ عبید اللہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ وہ خواب کیا ہے۔ جس کا نبی کریم ﷺ نے ذکر فرمایا تو ابن عباس نے بتایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک بار میں سو رہا تھا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن پہنا دیے گئے ہیں۔ میں گھبرایا اور مجھے وہ بُرے معلوم ہوئے۔ پھر مجھے (غیب سے) کہا گیا کہ ان کو پھونک دو۔ میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں اڑ گئے۔ اس کی تعبیر میں (نبی کریم ﷺ) نے یہ سمجھی کہ کنگنوں سے مراد دو جھوٹے شخص ہیں جو پیدا ہوں گے۔ عبید اللہ نے کہا ہے کہ یہ دونوں شخص اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب تھے۔ اسود عنسی کو فیروز نے یمن میں مار ڈالا۔

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں مدعیان نبوت

علامہ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر القرطبی علیہ الرحمۃ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم کی ایک روایت نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حیات طاہرہ میں کذابین مدعیان نبوت کا ذکر فرمایا ہے۔

﴿عن القاسم بن محمد بن ابی بکر' قال: اول ردة کانت من الاسود العنسی واسمه عبهلة بن کعب' وکان یقال له ذوالخمار' لانه زعم ان الذی یاتیه ذوخمار، ومسیلمة اسمه ثمامة بن قیس' وکان یقال له رحمان' لان الذی کان یاتیه بزعمه رحمان. وطلیحة بن خویلد الاسدی کان یقال ان الذی یاتیه ذوالنون. وکلهم ظهر قبل وفاة النبی ﷺ﴾[1]

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد پہلے پہل جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا وہ اسود عنسی تھا۔ اس کا اصل نام عبہلہ بن کعب تھا اور لوگوں میں ذوالخمار یعنی اوڑھنی والا مشہور تھا۔ اس کے کان گدھے

[1] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد: ۳' صفحہ: ۳۳۰

کے کان سے مشابہت رکھتے تھے اس لیے ذوخمار بھی کہلاتا تھا۔ دوسرا شخص مسیلمہ تھا۔ اس کا نام ثمامہ بن قیس تھا اور (ایام جہالت میں) خود کو رحمان کہلواتا تھا۔ اسے رحمان یمامہ ہونے کا زعم تھا لیکن یہ کذاب یمامہ بن گیا۔ تیسرا شخص طلیحہ بن خویلد الاسدی تھا۔ اس کے دعویٰ کے مطابق اس کے پاس ذوالنون نامی فرشتہ تھا۔ ان تینوں نے نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی دعویٰ نبوت سے متعلق اپنی کذب بیانی شروع کر دی تھی۔

﴿جاری ہے﴾

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے — مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے
رُوح تو سب کی ہے زندہ ان کا — جسم پُر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف — ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی — روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح — اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہے حیِ ابدی ان کو رضا — صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

سو برس ہے جہاں میں ترا جاری فیضان — جشن صد سالہ مبارک تجھے کنزالایمان!
نام قرآں کے تراجم میں ہے اونچا تیرا — ترجمہ ہے تُو رضا کا، ہے بڑی تیری شان
تجھ کو دیکھے سے ہُوا کرتی ہیں روشن آنکھیں — تجھ کو پڑھنے سے ہوا کرتا ہے تازہ ایمان
ہے سلاست بھی، روانی بھی، عبارت میں تری — اہلِ سنت پہ ہے بے شک تُو رضا کا احسان
ہیں فصاحت کے، بلاغت کے نگینے جس میں — علم و حکمت کے خزانوں کی ہے تُو ایسی کان
تیری تحریر کے اُسلوب میں ہیں رنگ ایسے — دیکھ کر جن کو ہوئی قوسِ قزح بھی حیران
جو تفاسیر ہیں راجح، تُو ہے اُن سب کا نچوڑ — تیرے الفاظ بیاں کرتے ہیں مافی القرآن
تجھ کو آدابِ مراتب کا ہے پاس اور لحاظ — بے ادب ہو تُو کسی کا، یہ نہیں تیری شان
تجھ میں ہیں عشقِ محمد ﷺ کے حدائق کے پھول — جن کی نکہت سے مہکتے ہیں قلوب و اذہان
تجھ کو ناموسِ رسالت کا محافظ پاکر — یہ ندیم منکشاعر گیا تیرے قربان

اسلام میں عورت کا مقام

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوقات میں سے انسان سرفہرست ہے۔ زمین کی تمام چیزیں اسی کے لیے پیدا کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿خلق لکم ما فی الارض جمیعا﴾[1] "اللہ تعالیٰ نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے ہی پیدا کی ہیں"۔

اسی لیے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی بقا کا اتنا زبردست انتظام کیا ہے کہ بے شمار جنگوں اور حادثوں کے باوجود زمین کی سطح پر اب بھی تقریباً پانچ ارب انسان بس رہے ہیں۔

انسانی زندگی کے لیے مرد اور عورت دو پہیوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام نے جہاں مرد کو بہت سی عزتیں اور سرفرازیاں عطا کی ہیں وہیں عورت کو بھی بڑے اعزاز واکرام سے نوازا ہے۔ آئندہ سطور میں ہم ان عظمتوں کی ایک جھلک پیش کرنا چاہتے ہیں جو اسلام نے عورت کو عطا کی ہیں۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اسلام میں عورت کا مقام کیا ہے؟

قدیم یورپ بلکہ دنیا میں عورت کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی، قدیم علماء اور فلاسفہ اس قسم کی بحثوں میں ذہنی توانائیاں صرف کرتے رہے کہ کیا عورت میں بھی روح ہوتی ہے؟ اگر اس میں روح ہوتی ہے تو وہ انسانی روح ہے یا حیوانی؟ اگر انسانی روح ہے تو مرد کے مقابلے میں اس کا صحیح معاشرتی مقام کیا ہے؟ کیا عورت پیدائشی طور پر ہی مرد کی غلام ہے یا اس کا مقام غلام سے کچھ اونچا ہے؟

[1] سورۃ البقرہ: ۲۹

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اے انسانو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی شریک حیات بنائی اور ان دونوں سے بہت سے مرد پیدا کیے اور بہت سی عورتیں پیدا کیں۔ ۱

عورت کا یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ اسے انسانیت کی عمارت کے دو ستونوں میں سے ایک ستون قرار دیا گیا ہے اور اسے جان و مال، عزت و آبرو اور مال و جائیداد کے حقوق مرد کے برابر دیے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کسی طرح بھی صحیح نہیں کہ دونوں میں کلی مساوات ہے۔

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا خاتمہ

اسلام کی آمد سے پہلے لڑکی کی پیدائش کو اتنا برا سمجھا جاتا تھا کہ لڑکی کا باپ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتا تھا۔ قرآن پاک میں ہے کہ "جب ان میں سے کسی ایک کو لڑکی کی پیدائش کی اطلاع دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ (مارے شرم کے) سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ جل بھن جاتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اُس بیٹی کو برا جاننے کی وجہ سے جس کی اسے اطلاع دی گئی ہے (اور وہ سوچتا ہے کہ) ذلت برداشت کر کے اسے اپنے پاس رکھ لوں یا زمین میں گاڑ دوں۔ ۲

بہت سے بد بخت تو ایسے تھے جو گڑھا کھود کر زندہ بچیوں کو اس میں دبا دیتے تھے۔ قرآن پاک میں ہے "اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں قتل کی گئی؟ ۳

یہ تو اسلام نے اس رسم بد کا خاتمہ کیا اور بیٹی کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت قرار دیا۔ ایک خادمہ بڑی خوش خوش جا رہی تھی۔ کسی نے پوچھا بڑی خوش ہو، کہاں جا رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے اس کی اطلاع دینے جا رہی ہوں۔ پوچھنے والے نے دوبارہ سوال کیا کہ اتنی بُری خبر لے کر جا رہی ہو تو خوشی کس بات کی؟ اس نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں پہلے بھی بیٹی پیدا ہوئی تھی تو انہوں نے اس وقت بھی خوشی منائی تھی۔

۱ سورۃ النساء:۱ ۲ سورۃ النحل: ۵۸، ۵۹ ۳ سورۃ التکویر: ۹،۸

فاتح مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر سے خط لکھا کہ دریائے نیل کا پانی خطرناک حد تک کم ہو جاتا ہے اور اس کا علاج یہ کیا جاتا ہے کہ ایک دوشیزہ کو آراستہ و پیراستہ کر کے دریا کے سپرد کر دیا جاتا ہے تب اس کا پانی معمول کی سطح تک پہنچ جاتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سختی کے ساتھ اس ظالمانہ رسم سے منع کیا اور ایک پرچہ دریا کے نام لکھ کر دیا، وہ دریا میں ڈالا گیا تو راتوں رات اس کے پانی میں سولہ ہاتھ کا اضافہ ہو گیا اور اس کے بعد وہ دریا کبھی خشک نہیں ہوا۔

عصمت فروشی کی ممانعت

اسلام سے پہلے عورت کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی، اس کی حیثیت صرف اتنی تھی کہ اس کے ذریعے حیوانی خواہشات پوری کی جائیں اور چند سکے اس کے دامن میں ڈال دیے جائیں۔ ایسی صورت میں رشتوں کا تقدس کیسے قائم ہو سکتا تھا اور خاندانی نظام کیسے برقرار رہ سکتا تھا؟ وہی صورت آج یورپ کے مادر پدر آزاد معاشرے میں پیدا ہو چکی ہے۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے پیغام دیا "اے محبوب! فرما دیجیے کہ میرے رب نے کھلی اور خفیہ بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے"۔ ۱

صرف یہی نہیں بلکہ زناکاری پر شدید سزائیں مقرر کیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود مشرق میں مغرب جتنی بے حیائی نہیں ہے۔ ماں باپ بوڑھے ہو جائیں تو یورپ کے لوگ انہیں "اولڈ ہاؤس" میں جا کر جمع کرا دیتے ہیں تا کہ ہمارے رنگ میں بھنگ نہ ڈالیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے"۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "ماں باپ تیرے لیے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی"، یعنی ان کی خدمت کر کے تم جنت حاصل کر سکتے ہو اور انہیں ناراض کرو گے تو دوزخ کا ایندھن بنو گے۔

۱ سورۃ الاعراف: ۳۳

عزت واحترام

بعض لوگ اپنی جہالت کی بنا پر غریب یا کمزور آدمی کا تمسخر اڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایسے رویے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے ''اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا تمسخر نہ اڑائیں، ہوسکتا ہے وہ (اللہ کے نزدیک) تمسخر اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور عورتیں عورتوں کا تمسخر نہ اڑائیں، ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارو ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو اور پس پشت برائی نہ کرو۔ ا

ان آیات میں مردوں کی طرح عورتوں کی عزت نفس کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اسلام نے مردوں سے بڑھ کر عورتوں کی پرائیویسی کی حفاظت کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اجازت حاصل کرنے اور اہل خانہ کو سلام کہنے کے بغیر داخل نہ ہو۔ ۲

اسی طرح آخرت کے اجر وثواب میں بھی عورتیں مردوں کے برابر ہیں۔ ارشاد ربانی ہے ''اللہ نے ان کی دعا کو قبول کر لیا کہ میں تم میں سے کسی مرد یا عورت کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا''۔ ۳

وراثت اور جائیداد کا حق

اسلام میں مرد کی طرح عورت بھی اپنے والدین، شوہر اور دوسرے رشتے داروں کی وراثت میں سے حصے دار بنتی ہے اور اپنی ملکیت (بصورت کرنسی ہو یا جائیداد) میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ فروخت کرے، کرائے پر دے، ہبہ کردے، پٹے پر دے غرض جس طرح کا تصرف کرنا چاہے اسے براہ راست اختیار ہے۔ اسلام کی طرف سے عورت کو یہ حقوق مل جانے کے گیارہ سو سال بعد بھی یورپ میں اسے قانونی طور پر یہ حقوق حاصل نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ماں باپ اور قریبی رشتے دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا حصہ

ا سورۃ الحجرات:۱۱ ۲ سورۃ النور:۲۷ ۳ سورۃ آل عمران:۱۹۵

ہے۔ اسی طرح ماں باپ اور قریبی رشتے داروں کے ترکے میں عورتوں کا بھی حصہ ہے۔ ا دوسری جگہ فرمایا ''مردوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی کا حصہ ہے۔ ۲

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اسے اپنی ملکیت میں تصرف کرنے کے لیے باپ، بیٹے، بھائی یا شوہر کے واسطے کی ضرورت نہیں ہے۔

عائلی زندگی

عورت کی زندگی کا اہم مسئلہ شادی اور نکاح ہے۔ اس میں اس کی آزادی کا یہ عالم ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے صراحۃً اجازت لی جائے اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے۔ عرض کیا گیا اس کی اجازت کس طرح ہوگی؟ (وہ تو بولے گی نہیں) فرمایا اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔ ۳

یورپ نے عورت کو یہ حق بہت بعد میں یعنی اٹھارویں صدی میں دیا، اسی طرح اسلام سے پہلے عورت اپنے شوہر کی پابند ہوتی تھی اور شوہر کو اس پر کلی اختیار حاصل ہوتا تھا۔ اس کا شوہر اگر نامرد، خصّی، مقطوع الذکر، مجنون یا عمر قید کا قیدی ہوتا تو ان حالات میں انجیل (بائبل) میں اس کی خلاصی کی کوئی صورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ وہ زنا جیسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے۔ ۴

لیکن اسلام نے اسے آزادی دی ہے کہ شوہر نے اسے جو حق مہر وغیرہ دیا ہے اسے واپس کر کے خلع کرلے اور اس طرح طلاق حاصل کرلے یا اگر اس کا شوہر حقوق زوجیت ادا نہیں کرسکتا تو قاضی اس کا نکاح کینسل کردے گا۔

اسلام سے پہلے عورت بے کسی اور مظلومیت کی تصویر مجسم تھی۔ شوہر اسے طلاق دے دیتا اور

ا سورۃ النساء:۷ ۲ سورۃ النساء:۳۲ ۳ مشکوٰۃ، صفحہ:۲۷۰

۴ متیٰ، باب:۵، آیت:۳۲ متیٰ، باب:۱۹، آیت:۹

اسے اس کی عدت ختم ہونے والی ہوتی تو اس سے رجوع کر لیتا اور یہ سلسلہ ان گنت طلاقوں تک جاری رہتا۔ اسلام نے اعلان کر دیا کہ دو طلاقوں کے بعد تو رجوع ہو سکتا ہے تیسری دفعہ طلاق دے دی تو اب رجوع نہیں ہو سکتا۔ [1]

اسی طرح شوہر کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے وارث اس کی بیوی کے حق دار ہوتے تھے۔ ان میں سے کوئی چاہتا تو اس سے نکاح کر لیتا' چاہتا تو کسی دوسرے سے نکاح کر دیتا اور اگر چاہتا تو اس کا نکاح نہ کرتا یعنی وہ شوہر کے وارثوں کے رحم و کرم پر ہوتی تھی۔ خود اسے یا اس کے رشتے داروں کا کوئی اختیار نہیں ہوتا تھا۔

اسلام نے صاف اعلان کر دیا کہ تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔ [2]

اسلام سے پہلے یہ بھی رواج تھا کہ باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کے ساتھ نکاح کر لیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تمہارے باپ دادا نے جن عورتوں سے نکاح کیا ہے ان کے ساتھ نکاح نہ کرو۔ [3]

ذیل میں چند احادیث مبارکہ درج کی جاتی ہیں جن سے بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا سبق ملتا ہے۔

❶ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کو تین طلاقیں دے دی گئیں اس نے ارادہ کیا کہ کھجور کے درختوں کا پھل اتارے' کسی شخص نے اسے گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا۔ اس نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا ''تم پھل اتار سکتی ہو۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ تم کچھ صدقہ دو یا کوئی اور نیک کام کرو'' ۔ [4]

❷ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے

---

[1] سورۃ النساء: ۳۲ [2] بخاری شریف' ص: ۶۵۸
[3] سورۃ النساء: ۲۲ [4] مشکوۃ شریف' ص: ۲۸۸

ساتھ تھی تو میں نے آپ کے ساتھ دوڑ لگائی اور آگے نکل گئی۔ پھر جب میرا جسم کسی قدر بھاری ہو گیا تو پھر دوڑ لگائی اب نبی اکرم ﷺ آگے نکل گئے۔ آپ نے فرمایا ''چلو حساب برابر ہو گیا'' ۔ [1]

❸ چند حبشی مسجد نبوی میں فن حرب کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا ان کا مظاہرہ دیکھو گی؟ وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور آپ نے انہیں اپنی چادر میں چھپا لیا اس طرح کافی دیر تک وہ مظاہرہ حرب دیکھتی رہیں۔ (مفہوماً) [2]

ان احادیث مبارکہ کا مطالعہ کیجیے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں اسلام تو عورتوں کو قیدی بنا کر رکھتا ہے وہ حقیقت حال سے بے خبر ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ اسلام حاجت یا ضرورت کی بنا پر عورت کو گھر سے باہر نکلنے سے منع نہیں کرتا۔ ہاں اسلام یہ کہتا ہے کہ بن ٹھن کر' اپنے جسم اور حسن کی نمائش کرتے ہوئے دور جاہلیت کے طریقے پر مت نکلو۔ [3]

﴿وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین﴾

انعامی مقابلہ

❶ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے اپنی کس عظیم الشان تصنیف میں ختم نبوت کے حوالے سے 120 احادیث اور اس کے منکر پر 30 نصوص سے کفر کا حکم ثابت فرمایا ہے؟

❷ مجاہد تحفظ ناموس رسالت غازی علم الدین شہید کی نماز جنازہ کس عاشق رسول ﷺ نے پڑھائی؟

﴿درست جوابات دینے والے خوش نصیبوں کو اگلا شمارہ بالکل فری﴾

﴿جواب نوٹ کروائیں صرف عصر تا مغرب 0321-4370406﴾

---

[1] مشکوۃ شریف' ص: ۲۸۱ [2] بخاری شریف' ص: ۲۸۱
[3] سورۃ الاحزاب: ۳۳

سوات میں نظام عدل کا نفاذ

محمد وحید نور

14 اگست **1947**ء کو دنیا کے نقشے پر جو ملک ''پاکستان'' کے نام سے معرض وجود میں آیا اس میں مالاکنڈ ایجنسی کی ریاستیں سوات، چترال اور دیر شامل نہیں تھیں۔ **1968**ء میں ایوب خاں کے دور میں ان ریاستوں کا الحاق پاکستان سے ہوا۔ الحاق سے قبل ان ریاستوں میں معاشرتی متنازعہ مسائل کو شرعی قانون کے تناظر میں حل کیا جاتا تھا لیکن الحاق کے فوراً بعد شرعی قانون کی جگہ انگریز کے بنائے گئے قوانین نے لے لی۔

اس انگریزی قانونی نظام کا سقم اس وقت منظر عام پر آیا جب سوات اور دیگر علاقوں کے عوام کے چھوٹے چھوٹے مسائل کا حل دنوں اور مہینوں سے بڑھ کر سالوں میں ہونے لگا۔ مقامی عدالتوں سے سیشن کورٹ اور ہائیکورٹ سے سپریم کورٹ تک کے چکروں سے عوام اس قدر متنفر ہوگئے تھے کہ انہوں نے دوبارہ اسلامی نظام عدل کا مطالبہ کردیا۔ ربع صدی تک انگریزی نظام قانون کے نفاذ کے تجربے میں ناکامی کے بعد مقامی لوگوں کے پر زور مطالبے پر بے نظیر دور کی صوبائی حکومت نے **1994**ء میں اور نواز شریف دور کی صوبائی حکومت نے **1999**ء میں ''نظام عدل ریگولیشن'' پیش کیا گیا۔ ان دونوں ادوار میں نظام عدل مرکزی حکومت کی منظوری حاصل نہ کرسکا اور عوام میں پھیلی ہوئی بے چینی تیز سے تیز تر ہوتی رہی۔

11 ستمبر **2001**ء کے بعد کی مشرف امریکہ دوستی نے پورے ملک کو بالعموم اور قبائلی علاقوں کو بالخصوص متاثر کیا۔ امریکہ نے ایک منظم سازش کے تحت قبائلی علاقوں اور افغانستان سے ملحقہ دیگر

علاقوں میں شورش بپا کردی جس نے مقامی آبادی کی زندگی اجیرن کردی اور اس شورش سے لاکھوں لوگ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ اس شورش زدہ ماحول اور انصاف کی تاخیر سے فراہمی نے مقامی لوگوں کو ایک مرتبہ پھر اسلامی نظام عدل کے نفاذ کے مطالبے پر مجبور کیا اور بالآخر عوام کا یہ مطالبہ موجودہ دور حکومت میں پورا ہوا۔

اس نظام عدل کے نفاذ کے مرکزی محرکین میں دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے صوفی محمد بھی شامل ہیں۔ **1980**ء کی دہائی میں صوفی محمد جماعت اسلامی کے سرگرم رکن رہے اور غالباً کونسلر کا الیکشن جیتا۔ صوفی محمد نے **1994**ء میں سوات میں ''تحریک نفاذ شریعت محمدی'' کی بنیاد رکھی اور سواتی علاقے کانجو میں مسلح بغاوت کی۔ امریکہ کے افغانستان پر حملے کے بعد صوفی محمد اپنے ساتھیوں سمیت افغانستان گئے اور واپسی پر پکڑے گئے اور مئی **2008**ء میں **7** سال بعد رہا ہوئے۔ یاد رہے صوفی محمد کی تنظیم پر **12** جنوری **2002**ء کو حکومت پاکستان نے پابندی عائد کردی تھی۔

16 فروری **2009**ء کو ایک امن معاہدہ ہوا جس کے نتیجے میں امن بحال ہونا تھا اور اس کے بدلے میں صوبائی حکومت نے نظام عدل ریگولیشن نافذ کرنا تھا۔ حیران کن حد تک سوات میں امن معاہدے کے بعد امن بحال ہوا اور صوبائی حکومت کے شدید دباؤ پر قومی اسمبلی کو **13** اپریل کو یہ مسودہ پاس کرنا پڑا اور صدر کے دستخط کے بعد یہ عملی طور پر نافذ بھی ہوگیا ہے۔

اس معاہدے کے تحت مالاکنڈ ڈویژن کے اضلاع سوات، بونیر، دیر، لوئر دیر، ملاکنڈ ایجنسی اور ضلع چترال سمیت ہزارہ ڈویژن کے ضلع کوہستان میں شرعی عدالتیں قائم ہوں گی اور اپیل کے لیے سوات میں مرکزی سطح پر سپریم کورٹ کی طرز کی اپیلٹ کورٹ ''دارالقضاء'' قائم کی جائے گی جس کی سربراہی خود صوفی محمد کریں گے۔ قاضی اپنا فیصلہ قرآن وسنت اور اجماع وقیاس کو مدنظر رکھ کر کرے گا۔

درج بالا تمام باتیں بظاہر بڑی خوش آئند اور سادہ معلوم ہوتی ہیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان عدالتوں کی اپنی قانونی حیثیت کیا ہوگی؟ ان شرعی عدالتوں کے چیف جسٹس (قاضی القضاء) صوفی محمد کی

اپنی علمی، عملی اور ذاتی سوچ وفکر کیا ہے؟ اسلامی نظام عدل سے کسی مسلمان کو انکار نہیں لیکن کیا سوات اور دیگر علاقوں کی یہ نوزائیدہ عدالتیں شریعت اسلامیہ کو مدنظر رکھیں گی یا ایک مخصوص طبقۂ فکر کی نمائندہ و ترجمان ہوں گی؟ ہمیں معلوم ہونا چاہیے اور یہ جاننا ہمارا حق ہے کہ صوفی محمد، ان کے تمام ساتھیوں اور ان کے مقرر کردہ ججوں (قاضیوں) کو ان کے اپنے مسلک کے کن کن مفتیان کرام کی حمایت حاصل ہے تا کہ ہمیں کم از کم اتنا علم تو ہو کہ قاضی صاحب خود بھی صاحب علم وفضل ہیں یا انہیں نوازا گیا ہے۔

حکومت کی نیت صاف ہے تو کم از کم شریعت اسلامیہ اور اسلامی قوانین کا مذاق نہ بنوایا جائے اور قاضیوں کے منصب پر بلاتفریق مسلک اہل لوگوں کو ہی نافذ کیا جائے وگرنہ یہ اسلام کی ترجمانی نہیں بلکہ آپ کے حلقۂ احباب کی فکر وسوچ کی ترجمانی ہوگی۔ اُس فکر وسوچ کی ترجمانی ہوگی جس کی مخالف پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

پاکستانی عوام کو بھی یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلامی نظام حیات زندگی کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتا ہے لہٰذا نظام عدل کا نفاذ کرنے والے اگر کسی غلط فہمی یا سازش کا شکار ہو گئے تو یہ کمی قیامت تک باقی رہنے والے دین میں کمی نہیں ہوگی بلکہ اس کے نفاذ میں کوتاہی کرنے والوں کی کمی ہوگی۔

امن معاہدے کے بعد اور نظام عدل کے نفاذ سے قبل ایک متنازعہ فلم چلوائی گئی۔ اس متنازعہ فلم کی آڑ میں اسلام دشمن قوتوں نے جی بھر کر اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا۔ اس فلم کو الیکٹرانک میڈیا پر چلانے کی دیر تھی کہ ہر طرف سے طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا۔ واقعہ کی حقیقت جانچنے کی بجائے اس فلم کی آڑ میں شریعت اسلامیہ کے قوانین کا مذاق اڑایا جانے لگا۔ اس واقعے کو لے کر اسلام دشمن قوتیں حدود اللہ کے خلاف صف آراء ہو گئیں۔

ہمیں انسانی حقوق کی تنظیموں اور این جی اوز (N.G.O.S) کے جاہلانہ رویے پر افسوس نہیں کیونکہ ان میں سے اکثر کا ایجنڈا ہی مذہب سے بغاوت اور دوری ہے۔ افسوس تو ٹی وی چینلز کے ان اینکر پرسنز اور مہمانوں پر ہے جنہوں نے انتہائی بھونڈے انداز میں اس واقعہ کی تشریح کی۔ حدود اللہ کو

پامال کرنے والے اور مذاق کی حد تک اس کی تحقیر کرنے والے نہ جانے کیوں مفتی ومجتہد کی کرسی پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شرعی معاملات کی بازاری انداز میں یوں تحقیر تاریخ اسلام میں کم ہی ملتی ہے۔

اس وقت ہر شخص شرعی مسئلے میں رائے دینا اپنا پدری حق سمجھتا ہے اور اپنی پسند و ناپسند کی بنیاد پر شرعی معاملات کی تشریح کرتا ہے۔ یہ جہلاء مرکب پلوں، بلڈنگوں کی تعمیر، ریل گاڑی، جہاز کے ڈیزائن اور سڑکوں کی تعمیر پر اعتراض کیوں نہیں کرتے؟ اس کی صاف وجہ یہ ہے کہ یہ تمام امور ان کی فیلڈ سے تعلق نہیں رکھتے۔ ان امور پر تو کوئی ماہر انجینیئر یا ڈاکٹر ہی رائے دے سکتا ہے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ شرعی معاملات میں یہ قاعدہ کیوں نہیں اپنایا جاتا؟

عیسائیت میں جس طرح مارٹن لوتھر اصلاح عیسائیت کا علم لیے کھڑا ہوا تھا اسی طرح اسلام میں بھی لندن، گوجرانوالہ اور لاہور کے کچھ خرد ماغ (الطاف، راشدی، غامدی وغیرہ) اصلاح اسلام کا بیڑا اٹھانا چاہتے ہیں۔ ہماری ان نام نہاد اعلیٰ دماغوں کو درخواست ہے کہ وہ اصلاح اسلام کا پیچھا چھوڑیں اور اپنی شخصی اصلاح فرمائیں۔ پاکستانی عوام پر ان کا یہ احسان عظیم ہوگا۔

جس وقت میڈیا میں اسلامی قوانین کے خلاف ہنگامہ برپا تھا اس وقت سپریم کورٹ آف پاکستان نے احسن قدم اٹھاتے ہوئے اس واقعہ کا فوری ایکشن لیا اور تحقیقات کا حکم دیا۔ مقررہ تاریخ پر نہ تو وہ لڑکی پیش کی جا سکی اور نہ ہی اس کا شوہر لایا جا سکا۔ قابل غور پہلو یہ ہے کہ سپریم کورٹ میں اس فلم کو ایشو بنانے والا میڈیا اور این جی اوز سوالات کا جواب دینے سے ہی قاصر رہے۔ اے این پی (A.N.P) کے رہنما زاہد خاں نے اس واقعہ کے متعلق بتایا کہ **15** روز قبل ایک این جی او نے معاہدہ ختم کرنے کی خاطر دباؤ ڈالا مگر صوبائی حکومت کی طرف سے خواتین کی توہین کے ثبوت مانگنے پر خاموشی اختیار کر لی گئی اور **15** روز بعد اس این جی او نے سازش کے تحت یہ فلم الیکٹرانک میڈیا کے حوالے کی۔ لہٰذا اب سپریم کورٹ کے اس خوش آئند قدم اور صوبائی حکومت کے رہنما کے بیان کے بعد اس متنازعہ فلم کی حقیقت سب پر عیاں ہو گئی ہے۔

آج کے ابو جاھل

انصار عباسی

گزشتہ جمعہ کو سوات میں ایک لڑکی کو کوڑے مارنے کی وڈیو جاری کر کے غیر مرئی طاقتوں کی جانب سے پاکستان کی سلامتی اور امن کے قیام کے خلاف ایک ایسی تحریک کا آغاز کر دیا گیا جس سے ملک میں انارکی اور افراتفری پھیلانے کی کوشش کے علاوہ مسلمانوں کے عقیدے کو نشانہ بنایا گیا [illegible] بغیر کسی مصدقہ اطلاع کے کہ یہ واقعہ کہاں ہوا، کب ہوا، کس کے حکم پر ہوا، کس جرم کی پاداش میں لڑکی کو کوڑے مارے گئے۔ دنیا بھر میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اب تک لڑکی کے جرم کے بارے میں کئی کہانیاں سامنے آ چکی ہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ واقعہ چار ماہ سے ایک سال پہلے وقوع پذیر [illegible] اور اطلاع کے مطابق یہ واقعہ سرے سے سوات میں ہوا ہی نہیں لیکن تنقید کا نشانہ 26 جنوری [illegible] امن معاہدہ ہے۔

[illegible] جاہلوں نے عورتوں کو سرعام کوڑے مارنے کی سزا کو بہیمانہ، وحشیانہ اور غیر انسانی قرار [illegible] اسلام دشمن قوتوں کا ایجنڈا ہے۔ حکومت [illegible] واقعہ پر فوری نوٹس لیا جانا ایک قابل تحسین اقدام ہے تاکہ اگر اس [illegible] سزا دی جائے مگر عدالت عظمیٰ، حکومت، میڈیا اور [illegible] اس واقعہ کا نوٹس بھی لیں گے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کی [illegible] کیا جواز تھا؟

[illegible] اس واقعہ کو بنیاد بنا کر سوات میں جنوری 26 کو ہونے والے امن معاہدہ

کو سبوتاژ کرنا آیا کوئی بیرونی سازش کا نتیجہ تو نہیں۔ نظام عدل سے پہلے سوات میں جنگل کا قانون تھا اور حکومت کی کوئی رٹ نہیں تھی۔ ایسے حالات میں کچھ افراد کے متنازعہ عمل کی بنیاد پر امن معاہدے کو کیسے تنقید کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ اسلام میں شرعی قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری ریاست کی ہوتی ہے اور لوگوں کو یہ کھلی چھٹی نہیں دی جا سکتی کہ وہ اپنی مرضی کی شریعت نافذ کریں۔

ایسے گمراہ جاہلوں کے لیے جو اللہ کے قانون کے بارے میں یاوہ گوئی کرتے ہیں ان کی اطلاع کے لیے سورۃ النور کی پہلی دو آیتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ایک سورۃ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اسے فرض کیا ہے اور اس میں کھلی روشن اور واضح آیات نازل کی ہیں تاکہ تم انہیں یاد رکھو۔ بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد ان دونوں کو سو سو کوڑے مارو اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان ہے تو اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر کوئی ترس نہیں آنا چاہیے اور ان کی سزا کے وقت مومنوں کی ایک جماعت سامنے موجود رہے"۔ اسی سورۃ کی آیت نمبر 4 کا ترجمہ یوں ہے کہ "جو لوگ پاکباز عورتوں پر الزام لگائیں پھر چار گواہ نہ پائیں تو انہیں اسی اسی درے لگاؤ اور آئندہ کے لیے ایسے الزام لگانے والوں کی شہادت ہرگز قبول نہ کرنا کیونکہ یہ برے لوگ ہوتے ہیں۔ ان آیات کو پڑھنے سے سب معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔ نہایت ہی عام فہم اور سادہ انداز میں اللہ تعالیٰ نے بدکاری کے جرم پر حد نافذ کی اور ساتھ ہی شرائط بیان کر دیں۔

قرآن میں ایک جگہ شادی شدہ مرد اور عورت کے بدکاری کرنے پر رجم (یعنی سنگسار) کی حد نافذ کی گئی ہے۔ مغرب سے مغلوب طبقہ کے لیے یہ سزائیں نعوذ باللہ وحشیانہ ہو سکتی ہیں مگر اسلام میں Outside marriage اجنبی مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلق کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر غیر قانونی اور غیر اسلامی جنسی تعلقات پر ایسی سزائیں نہ رکھی جائیں تو مغرب کی طرح ہمارا معاشرہ بھی جانوروں کا معاشرہ بن کر رہ جائے گا۔ دین میں لوگوں کو اس جرم کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کو سزا ملنے پر رحم اور ترس کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ سر عام سزا دینے کا مقصد اس طرح کے جرائم کی روک

تمام ہوا۔ ہم نے دیکھا کہ جب بھی اور جہاں بھی شریعت کا نفاذ ہوا اسلامی سزاؤں کی وجہ سے جرائم میں واضح کمی ہوئی۔

کوئی ایمان والا یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ 70 ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے ظالمانہ سزائیں تجویز کر سکتا ہے۔ کیا ہمیں معلوم نہیں کہ اسلامی ممالک میں قاتل اور دوسرے سنگین جرائم میں ملوث کرداروں کا سر عام سر قلم کیا جاتا ہے تو دنیا اس طرح کیوں نہیں چیختی اس طرح ہمارے ہر معاملہ پر چیخا جاتا ہے؟

ہمارے ہاں NGO,s ڈالروں کی لالچ میں مغربی ایجنڈے کی پیروی کرتی ہیں۔ اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کے لیے ان NGO,s کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ کسے معلوم نہیں کہ سوات میں قیام امن کے لیے کیے گئے نظام عدل کے خلاف امریکہ اور مغرب کے تحفظات ہیں۔ ان بیرونی قوتوں کی طرف سے پاکستان کے حکمرانوں پر مسلسل دباؤ ڈالا گیا تھا کہ صدر آصف علی زرداری نظام عدل ایکٹ پر دستخط نہ کریں۔

کاش اس ملک کا مغرب پسند طبقہ ذرا غور کرے کہ پچھلے ایک ڈیڑھ سال میں کس بے دردی سے معصوم لوگوں کا سوات میں قتل عام ہوا، سوات میں فوجی آپریشن ناکام رہا جبکہ حکومت کی رٹ مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔ بچیوں کے اسکولوں کو تباہ کر دیا گیا تھا اور مکمل دہشت کا قانون لاگو تھا۔ ایسے میں سوات کے امن کو واپس لانا، بچیوں کے اسکولوں کو دوبارہ کھلوانا، حکومت کی رٹ ایک بار پھر قائم کرنا اور سوات کے بازاروں اور کاروبار کی رونقوں کا واپس لوٹنا کیوں NGO,s کو برا لگ رہا ہے؟ کیا یہ NGO,s وادی سوات میں دوبارہ قتل و غارت اور تشدد پسند طالبان کی واپسی کے خواہاں ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بیرونی طاقتوں کا آلہ کار بن کر یہاں کچھ لوگ ملک کو خانہ جنگی (Civil War) کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

اسلام خواتین کے حقوق کا ضامن

بنت فضل بیگ مہر

شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال بہت منفرد انداز میں باحیا اور غیرت مند مسلمان عورت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

آیئے! ہم عورت کے حقوق پر بات کرتے ہیں کہ عورت کو بلند مرتبہ اور وقار کس نے عطا کیا؟ عورت کو شرافت و پاکیزگی کس نے عطا کی؟ عورت کو حقوق کس نے عطا کیے؟ عورت کے حقوق کی تکمیل کس نے کی؟

درج بالا سوالات کا جواب صرف ''اسلام'' ہے۔ عورت کو بلند مرتبہ و وقار، شرافت و پاکیزگی اور حقوق صرف اور صرف اسلام نے عطا کیے ہیں۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے عورت کو ذلت کی گھاٹیوں سے نکال کر عزت کی راہ پر گامزن کیا۔

اسلام سے پہلے عورت کی جو اہمیت تھی۔ آیئے تاریخ کے اوراق پلٹتے ہوئے اس کی ایک جھلک ملاحظہ کرتے ہیں۔ اسلام سے قبل عورت کو صرف مرد کی ہوس ناکیوں کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔

روم، جو اپنی ثقافت اور تمدن سے شہرۂ آفاق تھا وہاں بھی عورت کی کوئی وقعت نہ تھی۔ شوہر کو اپنی بیوی کو مارنے اور قتل کرنے کا اختیار تھا۔

یونان میں علم و فلسفہ کی ترقی عروج پر پہنچ چکی تھی۔ اس کے باوجود عورت کو جائیداد منقولہ سمجھا جاتا تھا اور دوسروں کو عاریتاً دی جاتی تھی۔

ایران میں عورت مرد کی ادنیٰ خادمہ تصور کی جاتی تھی۔ اس کی تذلیل اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی تھی

کہ بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔

ہندوستان میں عورت شوہر کے تابع سمجھی جاتی تھی۔ بیوہ ہونے پر عقد ثانی کا حق نہ تھا۔ وراثت سے محروم تھی۔ اس کے علاوہ ستی کی رسم بھی عام تھی۔

عرب میں مائیں وراثت کے طور پر تقسیم کی جاتی تھیں۔ دختر کشی کا رواج عام تھا۔ اسلام نے عورت کو عزت کا تاج پہنایا۔ وراثت میں حصہ دار ٹھہرایا' مہر کا حق دار بنایا اور اس کا ہر حق اسے دلایا۔

عورتوں کے لیے سب سے بڑی اعزاز کی بات یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ''اور ان سے اچھا برتاؤ کرو'' [1]

اگر ہم اپنے گرد وپیش پر نظر دوڑائیں تو عورت آج بھی اپنے حقوق کی جنگ لڑ رہی ہے۔ ہر سال عالمی سطح پر عورت کے حقوق کا دن Women Day منایا جاتا ہے۔ ہر جگہ عورت کی ہی صدا بلند ہوتی ہے کہ اس کو حقوق نہیں مل رہے۔ کیا اسلام نے جو مرتبہ' پاکیزگی اور حقوق عورت کو دیے ہیں اس سے بڑھ کر بھی کوئی حقوق باقی ہیں؟ کبھی کسی نے غور کیا کہ کس طرح کے حقوق' کون سے حقوق اور کیسے حقوق کا مطالبہ کیا جاتا ہے؟

آیئے! ان حقوق کی طرف جو مسلمان عورت چاہتی ہے۔ آج کی نام نہاد مسلمان عورت چاہتی ہے کہ فلم کے سیٹ پر ناچنے سے اس کو نہ روکا جائے کیونکہ یہ فن کا مظاہرہ ہے۔ اسٹیج پر ناچنے سے نہ روکا جائے کیونکہ یہ ثقافت ہے۔ نائٹ کلبوں میں ناچنے سے نہ روکا جائے کیونکہ یہ اس کی آزادی ہے۔ ہمیں عریاں لباس میں سرعام مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے سے نہ روکا جائے کہ یہ ترقی ہے اور مخلوط تعلیم سے نہ روکا جائے کیونکہ ہم جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

آج کی نام نہاد مسلمان عورت اور اس کے مطلوبہ حقوق اور پھر یہ حقوق مہذب معاشرے کے وجود پر جو رنگ بکھیرتے ہیں وہ کسی کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔

---

[1] سورۃ نساء' آیت:19

اے کاش! کوئی کہہ دے مل کر یہ باغباں سے
گل مطمئن نہیں ہیں ترتیب گلستاں سے

آپ سوچیں غور کریں کہ آج کی نام نہاد مسلمان عورت جب بن سنور کر عریاں لباس پہنے جو اتنا فٹ اور تنگ ہو کہ سانس لینا دوبھر ہو جائے۔ شلوار کا حکم مردوں کیلئے تو یہ ہے کہ ٹخنوں سے اوپر رکھیں لیکن مردوں نے چھپا لیے اور عورتوں نے ٹخنے تو کیا پنڈلی سے بھی اوپر شلوار کر لی۔ اس کے علاوہ دوپٹہ تو نظر ہی نہیں آتا اور نظر آئے گا بھی کیسے جب ہوگا تو نظر آئے گا؟

اب اس طرح کا لباس پہن کر عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو کیا اس کا غیرت مند باپ' اس کا غیرت مند بھائی اور اس کا غیرت مند شوہر کیا اس عریاں لوتھڑے کو نہیں دیکھتے جو باہر کے مردوں کو دعوتِ نظارہ دینے کے لیے نکل رہی ہوتی ہے۔

جی ہاں! بالکل دیکھتے ہیں مگر کیا کریں کہ یہ سب دنیا کی محبت کے نشے میں اندھے ہو چکے ہیں اور اس عورت کو کیا پرواہ جس کو حقوق نسواں اور آزادی نسواں کی شراب نے اپنے نشے میں مست کر دیا ہے۔ اس کی مستی سے معاشرہ برائی کی جانب گامزن ہے اور یہ سچ ہے کہ اگر عورت باپردہ ہو جائے تو معاشرے سے برائی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

آج عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو سب کی میلی نظریں اس کا تعاقب کرتی ہیں۔ کوئی بھی اس کو ماں' بہن اور بیٹی کی نظروں سے دیکھنے کو تیار نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ''بے پردگی'' کو اختیار کر کے خود کو ذلت کی گھاٹیوں میں دھکیلنا ہے۔ اگر عورت گھر سے باپردہ ہو کر نکلے تو کسی کی مجال نہیں کہ وہ اسے بری نظر سے دیکھے بلکہ ہمارے معاشرے میں باپردہ عورت جب گھر سے بامر مجبوری باہر نکلتی ہے تو مردوں کی نگاہیں عزت واحترام سے جھک جاتی ہیں۔ باپردہ عورت کو للچائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا۔ اس پر فقرے بازی نہیں کی جاتی۔ اس کو ستایا نہیں جاتا کیونکہ یہ حکم خداوندی ہے کہ اے نبی ﷺ اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک

حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ا

آج کی مسلمان عورت اپنا محاسبہ کرے کہ وہ کس حد تک قرآن کی اس مذکورہ بالا آیت پر عمل پیرا ہے۔ مسلمان عورت نے حقوق نسواں اور آزادی نسواں کا نعرہ لگا کہ خود کو بے حیائی اور بے غیرتی کے راستے پر ڈال دیا ہے جہاں اس کی عزت کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔

ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں کہ ”جس قوم نے عورتوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی وہ کبھی نہ کبھی ضرور اپنی غلطی پر پشیمان ہوئی ہے“۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری مسلمان عورتوں کو پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گذشتہ شمارے کے جوابات

❶ امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے ہیں اور قرب قیامت میں نماز فجر یا عصر کے وقت دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر دوبارہ تشریف لائیں گے۔ جب آپ تشریف لائیں گے تو شریعت عیسوی پر عمل نہیں فرمائیں گے بلکہ شریعت محمدیہ پر بحیثیت امتی عمل پیرا ہوں گے اور دوبارہ تشریف آوری کے بعد پہلی نماز امام مہدی کے اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

❷ امت مسلمہ کا سب سے پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر ہوا۔

❸ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ حضرت علامہ پروفیسر محمد الیاس برنی کی شہرۂ آفاق تصنیف ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ نامی کتاب کو قادیانی/مرزائی مذہب کا انسائیکلوپیڈیا ہونے کا شرف حاصل ہے۔

درست جوابات دینے والے خوش نصیب

حافظ عمر فاروق اسلامیہ کالج، محمد صدیق دار العلوم انجمن نعمانیہ، صغیر احمد پشاور

ا سورۂ احزاب، آیت:۵۹

ماں کے نام

عبد اللہ
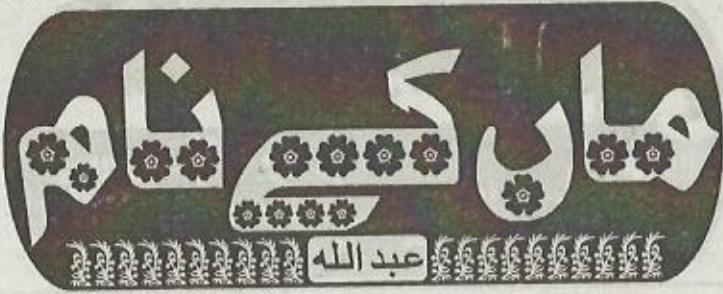
موت کی آغوش میں جب تھک کے سو جاتی ہے ماں
تب کہیں جا کر سکوں تھوڑا سا پا جاتی ہے ماں

فکر میں بچوں کی کچھ اس طرح گھل جاتی ہے ماں
نوجواں ہوتے ہوئے بھی بوڑھی نظر آتی ہے ماں

اوڑھتی ہے خود تو غربتوں کا بوسیدہ کفن
چاہتوں کا پیرہن بچوں کو پہناتی ہے ماں

روح کے رشتوں کی گہرائیاں تو دیکھیے
چوٹ لگتی ہے ہمارے اور چلاتی ہے ماں

جانے کتنی برف سی راتوں میں ایسا بھی ہوا
بچہ تو چھاتی پہ ہے گیلے میں سو جاتی ہے ماں

اپنے پہلو میں لٹا کر اور طوطے کی طرح
اللہ اللہ ہم کو رٹواتی ہے ماں

گھر سے جب بھی دور جاتا ہے کوئی نور نظر
ہاتھ میں قرآن لے کر در پہ آ جاتی ہے ماں

کانپتی آواز سے کہتی ہے بیٹا الوداع
سامنا جب تک رہے ہاتھوں کو لہراتی ہے ماں

لوٹ کے جب بھی سفر سے گھر آتے ہیں ہم
ڈال کے بانہیں گلے میں سر کو سہلاتی ہے ماں

وقت آخر ہے اگر پردیس میں نور نظر
اپنی دونوں پتلیاں چوکھٹ پہ رکھ جاتی ہے ماں

پیار کہتے ہیں کسے اور ماںتا کیا چیز ہے
کوئی ان بچوں سے پوچھے جن کی مر جاتی ہے ماں

سال بھر میں یا کبھی ہفتے میں جمعرات کو
زندگی بھر کا صلہ ایک فاتحہ پاتی ہے ماں

حسین احمد مدنی

اور تحریک پاکستان
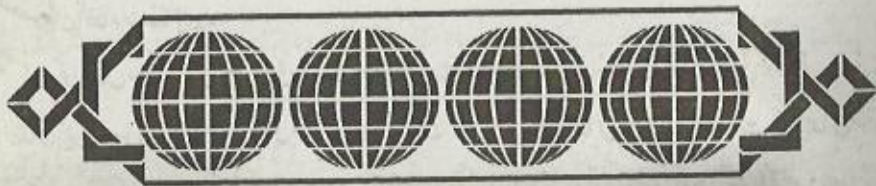
حامد میر

محترم حامد میر صاحب 23 جولائی 1966ء کو معروف کالم نگار پروفیسر وارث میر کے گھر پیدا ہوئے۔ پروفیسر وارث میر پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ جرنلزم کے استاذ تھے۔ محترم حامد میر نے گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور، گورنمنٹ سائنس ڈگری کالج لاہور، گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی لاہور سے تعلیم حاصل کی۔

1987ء میں حامد میر روزنامہ جنگ اور 1996ء میں روزنامہ پاکستان میں خدمات سرانجام دیں۔ دسمبر 2001ء میں حامد میر نے افغانستان کے تورابورا پہاڑوں میں اسامہ بن لادن سے ملاقات کی اور انٹرویو ریکارڈ کیا۔ دسمبر 2002ء میں حامد میر نے معروف نشریاتی ادارے جنگ گروپ سے تعلق قائم کیا جو تادم تحریر قائم ہے۔

محترم حامد میر صاحب مرزائیت' قادیانیت کو اسلام و پاکستان کے لیے حقیقی فتنہ گردانتے ہیں اور گاہے بگاہے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت پر اپنے قلم کو حرکت میں لاتے ہوئے بارگاہ خاتم النبیین ﷺ میں حاضری لگواتے ہیں۔ مقام ختم نبوت کا تحفظ کرنے والے اداروں اور شخصیات کو مفید مشوروں سے نوازتے ہیں۔ عہد پرویز میں پاسپورٹ میں مذہب کے خانے کی بحالی میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

گزشتہ دنوں حامد میر صاحب نے تاریخی حقائق کے انبار سے میں سے صرف دو' تین کا ذکر کیا تو بعض لوگوں کو سخت ناگوار گزرا اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ حامد میر کے خلاف تاریخی حقائق بیان کرنے کے جرم میں مظاہرے کیے گئے' قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور باقاعدہ شذرے اور مضامین اخبارات و رسائل میں شائع کیے گئے۔

بات بات پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے نہ جانے کیوں اس قدر شخصیت پرستی میں غرق ہو گئے ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے ان بتوں کو عقیدت و احترام کی دبیز چادریں اور چولے پہنا کر اسے پوجنا شروع کر دیتے ہیں اور معصوم عن الخطاء جانتے ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ اس طبقے کا بانی و سرخیل مولوی قاسم نانوتوی ہی وہ شخص تھا جس نے مرزا قادیانی کو دجال بنانے میں ابتدائی سیڑھی مہیا کی۔ قاسم نانوتوی ہی تھا جس نے رسوائے زمانہ کتاب تحذیر الناس تصنیف کی اور امت کے اجماعی موقف "ختم نبوت" کے خلاف یاوہ گوئی کی۔ 1857ء کے خود ساختہ چیمپین اسماعیل دہلوی' رشید گنگوہی' خلیل انبیٹھوی اور اشرف تھانوی وغیرہ کی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں صریح گستاخیاں اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔

ان کی گستاخانہ اور کفریہ عبارات سے تو آسمان و زمین لرز جاتے ہیں لیکن ان بتوں کے پیروکار کیوں ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ یہ شخصیت پرستی نہیں تو کیا ہے؟ اگر یہ طبقہ اس قدر اخلاص اسلام اور محسن اسلام ﷺ سے دکھاتا تو مسلمان کبھی تقسیم نہ ہوتے۔

دیو بند کے ہی فرزندگان تھے جنہوں نے تاج برطانیہ سے پیمان وفاداری کیا اور تحریک آزادی **1857**ء میں ان کی آنجہنی کی۔ یہی کرم فرما تھے جنہوں نے تحریک خلافت اور تحریک پاکستان کی خم ٹھونک کر مخالفت کی اور پاکستان کو پلیدستان اور قائداعظم کو کافر اعظم کہا۔ یہی طبقہ تھا جس کے ایک بت نے کہا تھا کہ کسی ماں نے ایسا کوئی لال پیدا نہیں کیا جو پاکستان کی "پ" بنا سکے۔ اسی طبقہ فکر کا کرم فرما تھا جسے پاکستان کا نام سنتے بھی گھن آتی تھی۔ اسی طبقہ کا ابوالکلام تھا جس نے اپنے ایمان کا دار و مدار اتحاد' ڈسپلن اور گاندھی کی رہنمائی کو قرار دیا تھا۔ اسی طبقے کے رہنما تھے جنہوں نے گاندھی کی امامت قبول کی اور اس کے لیے فاتحہ پڑھی۔

اسی طبقہ کے محور و مرکز دار العلوم کا صد سالہ اجتماع آج بھی ریکارڈ میں محفوظ ہے جس میں دیو بند کے سرخیل بت مشرکہ اندرا گاندھی کے جلو میں رونق افروز تھے اور نامی گرامی صاحب جبہ و قبہ اس کے قدموں میں بیٹھے ہوئے دین فروشی کی المناک تصویر بنے بیٹھے تھے۔

کون نہیں جانتا کہ مصور پاکستان شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کے یہ اشعار کس کے متعلق ہیں۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیو بند حسین احمد ایں چہ بو العجبی است
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ: تعجب ہے کہ حسین احمد ابھی تک دین کے رموز نہ سمجھ پایا۔ وہ تو انتہائی حماقت میں مبتلا ہے۔ وہ منبر پر گا تا رہا کہ ملت یعنی دین شریعت تو وطن سے عبارت ہے۔ اسے نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبہ کی کوئی خبر نہیں۔ (اے ایماندار) اپنے آپ کو تو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچا دے کیونکہ وہی ذات بالاصفات دین کا دار و مدار ہے۔ اگر تو ان کی خدمت میں نہیں پہنچے گا تو یہی تمام تر ابولہبی ہے۔

درج بالا تمام امور تاریخی حقائق ہیں جنہیں ان شاء اللہ تفصیلاً بیان کیا جائے گا لیکن حامد میر کی حق گوئی پر سیخ پا ہونے والوں سے میرا سوال ہے کہ انہوں نے کلمہ اسلام کا پڑھا ہے یا دیو بند کا۔ اگر کلمہ اسلام کا پڑھا ہے تو اسلامی طرز عمل اختیار کرتے ہوئے عاشق رسول ﷺ ہونے کا ثبوت دیں اور اپنے بڑوں کی گستاخانہ اور کفریہ عبارات سے علی الاعلان برأت فرمائیں۔

میرے دوست جب تمہارے ان خداؤں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات عالیشان کا تمسخر اڑایا اس وقت تمہارا عشق اور محبت کہاں تھی؟ چاروناچار ماننا پڑے گا کہ دیوبندیت شخصیت پرستی کا نام ہے نہ کہ اسلام پرستی کا اور دیوبندی دین ان کے گروؤں کے گرد گھومتا ہے نہ کہ نبی کریم ﷺ کے گرد۔ اگر احتجاج کرنے والوں، توڑ پھوڑ کرنے والوں اور کالم لکھنے لکھوانے والوں کو ان امور کا زیادہ شوق ہے تو وہ سب سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے متعلق فیصلہ کریں۔ اب محترم حامد میر کے کالموں کے منتخب حصے ملاحظہ فرمائیں۔

«26 مارچ 2009ء کو محترم حامد میر کا کالم بعنوان ''بلاول کا خیال کیجیے'' شائع ہوا اس کا اہم حصہ ملاحظہ فرمائیں»

یہ خاکسار آپ کو کچھ سازشوں کے بارے میں خبردار کر رہا ہے۔ جسٹس افتخار محمد چوہدری سے خوفزدہ جرائم پیشہ افراد بدستور سازشوں میں مصروف ہیں۔ ان سازشی افراد کو پتہ ہے کہ اگر پرویز مشرف کا احتساب شروع ہو گیا تو پھر بہت سے پوشیدہ راز طشت از بام ہوں گے اور ان سازشی افراد کے مزید کارنامے بھی سامنے آئیں گے لہٰذا وہ میثاق جمہوریت کو جسٹس افتخار محمد چوہدری کے خلاف بطور تلوار استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ان عناصر کا خیال ہے کہ میثاق جمہوریت کے ذریعے جسٹس افتخار محمد چوہدری کو ان کے عہدے سے ہٹانے کی مہم مولانا فضل الرحمٰن کو شروع کرنی چاہیے کیونکہ وہ ہر قسم کے حالات کے مطابق نت نئے دلائل تراشنے کے فن میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

مولانا فضل الرحمٰن سے ہاتھ باندھ کر گزارش ہے کہ وہ خود کو اس معاملے سے دور رکھیں کیونکہ وہ پہلے ہی بہت متنازع ہو چکے ہیں۔ جسٹس افتخار محمد چوہدری کو پی سی او پر حلف کا طعنہ انہیں بھلا لگتا ہے جنہوں نے خود زندگی میں کبھی کسی پی سی او کی حمایت نہ کی ہو۔ مولانا صاحب نے تو خود سترہویں ترمیم کے ذریعے پرویز مشرف کے پی سی او کو آئینی تحفظ دلوانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ ملکی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ وہ قوم میں اتحاد کے لیے کوشش کریں اور ایسی کسی سازش کا حصہ نہ بنیں جو اختلاف و افتراق کی چنگاریاں پیدا کرے۔ جب سے مولانا نے معزول ججوں کی بحالی کے لیے لانگ مارچ کو صوبائیت کا رنگ دینے کی کوشش کی ہے تب سے کچھ لوگ مسلسل تڑپ رہے ہیں۔ یہ تڑپ مولانا صاحب کو سخت

ترین بلکہ منہ توڑ جواب دینے کے لیے ہے۔ ایک وکیل صاحب نے ان کے خلاف انتہائی قابل اعتراض نظم لکھ کر تقسیم کی ہے جس میں ذاتی طور پر مذمت کرتا ہوں۔ اختلاف رائے کا اظہار تہذیب واخلاق کے دائرے میں رہ کر کیا جائے تو بھلا لگتا ہے لیکن مولانا صاحب نے بھی تو کچھ کم نہیں کیا۔

تحریک پاکستان میں بھی کچھ مولانا صاحبان نے علامہ اقبال اور قائداعظم کے خلاف طرح طرح کے فتوے صادر کیے۔ نوبت یہاں تک آئی کہ علامہ اقبال کو جمعیت علماء ہند کے رہنما مولانا حسین احمد مدنی کے خلاف اشعار کہنا پڑ گئے۔ تحریک پاکستان کے ایک نامور مورخ ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی نے اپنی کتاب ''زوال سے اقبال تک'' میں ایک عجیب قصہ لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ 1937ء کے انتخابات میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی مسلم لیگ کی حمایت کے لیے راضی تھے لیکن انہوں نے اس حمایت کے اخراجات کے لیے پچاس ہزار روپے طلب کیے۔ یہ رقم اس زمانے میں بہت زیادہ تھی۔ قائداعظم یہ مطالبہ پورا نہ کر سکے اور مولانا صاحبان کانگریس کی طرف چلے گئے کیونکہ وہاں سے ان کے مالی تقاضے پورے ہو گئے تھے۔

«30 مارچ 2009ء کو شائع ہونے والے کالم ''سنہری موقع ضائع ہو گیا'' کا اہم حصہ ملاحظہ فرمائیں»

پچھلے کالم میں بھی اس خاکسار نے علماء کے کردار کی اہمیت پر زور دیا تھا جس پر مولانا احترام الحق تھانوی نے کراچی سے فون کر کے مجھ ناچیز سے اتفاق کیا۔ پچھلے کالم میں ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی کی کتاب ''زوال سے اقبال تک'' میں مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق ایک واقعے کا بھی ذکر تھا جس کے متعلق کئی اصحاب نے استفسار کیا ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی اور علامہ اقبال کے درمیان اختلافات کو ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ابوالحسن اصفہانی کے حوالے سے کچھ دیگر باتیں بھی لکھ ڈالی ہیں۔ میرے ایک پرانے مہربان جناب مولانا فضل الرحمٰن خلیل نے مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق مذکورہ واقعے کے ذکر پر ناگواری کا اظہار کیا ہے۔ مجھے ان کے جذبات کی بڑی قدر ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ علامہ اقبال جب تک زندہ

رہے انہوں نے کہا

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

وہ ہندوستانی قومیت کا نظریہ چھوڑ کر مسلم قومیت کا نظریہ اختیار کر چکے تھے جبکہ مولانا حسین احمد مدنی کہتے تھے کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں اور علامہ اقبال کا کہنا تھا کہ قومیں ایمان سے بنتی ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر احمد عثمانی اور دیگر علماء کو حسین احمد مدنی سے اختلاف تھا۔ علامہ اقبال کی وفات کے بعد مولانا مدنی کو یہ اختلاف فراموش کر دینا چاہیے تھا لیکن ڈاکٹر جاوید اقبال "زندہ رود" میں لکھتے ہیں کہ مولانا مدنی نے اقبال کی وفات کے بعد بھی ان پر حملے جاری رکھے۔ یہی وجہ تھی کہ اقبال کی وفات کے بعد ان کا شعری مجموعہ "ارمغان حجاز" شائع ہوا تو چوہدری محمد حسین نے اس میں مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق اقبال کے تنقیدی اشعار شامل کر دیے۔ مولانا فضل الرحمٰن خلیل کے احترام میں ان اشعار کو بھی یہاں نقل نہیں کرتا اور اگر میری کسی گستاخی سے انہیں یا کسی اور کو تکلیف پہنچی ہو تو ان سے معذرت خواہ ہوں لیکن گزارش یہ ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف ہونے والی سازشوں کا ادراک کریں۔

﴿14 اپریل 2009ء کو شائع ہونے والے کالم "تلخ سچائیاں" کے چیدہ چیدہ حصے ملاحظہ فرمائیں﴾

ستم ظریفی دیکھیے کہ ہمیں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا آزاد خیال اور لبرل انگریزی اخبار "میڈیا ٹیررسٹ" کہتا ہے اور دوسری طرف جمعیت علمائے اسلام جیسی مذہبی جماعت کے رہنما مولانا فضل الرحمٰن کے حکم پر بھی ہمارے خلاف مظاہرے کیے جاتے ہیں اور قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔

اچھا ہوتا کہ مولانا فضل الرحمٰن مجھ ناچیز کے خلاف مظاہرے کرانے کی بجائے امریکی ڈرون طیاروں کے خلاف کوئی مظاہرہ کراتے۔ انہیں میرے ایک کالم میں مولانا حسین احمد مدنی کے بارے میں ایک واقعے کے ذکر پر بہت تکلیف ہوئی اور ان کی جماعت مجھے قتل کی دھمکیاں دینے پر اتر آئی۔

کاش کہ وہ اس قسم کا ردعمل اسلام آباد کی لال مسجد میں ہونے والے قتل عام پر بھی دکھاتے۔ اس وقت تو مولانا صاحب لندن جا بیٹھے تھے اور پیچھے لال مسجد میں قتل عام شروع ہو گیا۔ مولانا کے چند ہزار ساتھی بھی باہر آ جاتے تو یہ قتل عام رک سکتا تھا۔

مولانا فضل الرحمٰن نے مولانا حسین مدنی کے صاحبزادے اسعد مدنی کو اپریل 2001ء میں پاکستان بلایا۔ انہوں نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں کشمیر کی تحریک آزادی کے خلاف باتیں کیں جس پر انہیں پتھر مارے گئے۔ انہوں نے کہا تھا کہ کشمیر کی تحریک آزادی میں قربانی دینے والے شہید نہیں بلکہ صرف ہندوستان کے باغی ہیں۔ اس بیان پر تنقید میرا جرم ٹھہرا اور مولانا فضل الرحمٰن ناراض ہو گئے۔ افسوس کہ مولانا صاحب کو کشمیر میں شہید ہونے والوں کا مذاق اڑائے جانے پر تکلیف نہ ہوئی لیکن مولانا حسین احمد مدنی کے صاحبزادے پر تنقید انہیں بہت بری لگی۔

میں اس بحث کو طوالت نہیں دینا چاہتا کیونکہ مولانا فضل الرحمٰن اپنے مہربانوں کے ذریعے اپنا جواب "جنگ" میں شائع کروا چکے ہیں لیکن وہ یہ توقع نہ رکھیں کہ قتل کی دھمکیوں سے مجھے مرعوب کر لیں گے یہ کام تو جنرل پرویز مشرف بھی نہ کر سکا۔ مولانا کے ایک قریبی ساتھی محمد ریاض درانی نے ایک طویل خط مجھے بھیجا ہے انہوں نے طعنہ دیا ہے کہ آپ کے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے پی سی او پر حلف اٹھا لیا تھا لیکن آئین پر حلف نہیں اٹھایا آپ نے اس اصولی بات پر ناراض ہو کر لڑاکی عورتوں کی طرح مولانا فضل الرحمٰن کے ساتھ ساتھ ان کے بزرگوں کی بھی توہین کر دی۔ درانی صاحب گزارش ہے کہ جس پی سی او پر جسٹس افتخار نے حلف اٹھایا اس پی سی او کو آپ لوگوں نے سترہویں ترمیم کے تحت جائز قرار دلوایا۔ اگر جسٹس افتخار مجرم ہے تو آپ کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟

محمد ریاض درانی نے بھی ڈاکٹر جہانگیر تمیمی کی کتاب میں مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق واقعے کی صحت سے انکار کیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں اس واقعے کے راوی کلکتہ کے بیوپاری اسماعیلی

فرقے کے مرزا ابوالحسن اصفہانی ہیں جن پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اصفہانی نہ سہی آپ کو آغا شورش کاشمیری پر تو اعتبار ہوگا۔ ان کی کتاب ''فیضان اقبال'' پڑھ لیجیے جس میں آغا صاحب نے کچھ نیشنلسٹ علماء کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ اگر آغا صاحب نے بھی غلط لکھا ہے تو درانی صاحب ثابت کر دیں میں غلطی تسلیم کرلوں گا۔ درانی صاحب نے چند سال قبل اپنے دستخطوں سے مولانا حسین احمد مدنی کے متعلق فرید الوحیدی کی کتاب مجھے عنایت کی تھی اس کتاب میں مولانا شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع دیوبندی پر سخت تنقید کی گئی ہے کیونکہ یہ دونوں علماء مدنی صاحب کے ناقدین تھے۔ اس کتاب کے صفحہ **553** پر مفتی محمد شفیع کے ایک فتوے کا ذکر ہے جس میں انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے لیے مسلم لیگ میں شمولیت لازمی اور کانگریس میں شمولیت حرام ہے۔ اس کتاب میں مفتی صاحب کے خلاف جو زبان استعمال کی گئی اس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی صرف کانگریس کے حامی مسلمانوں کے لیے محترم تھے پاکستان کے حامی مسلمان ان کے سخت خلاف تھے اور اسی لیے پاکستان بننے کے بعد مدنی صاحب نے پاکستان کو بھی تسلیم نہ کیا۔ محمد ریاض درانی سے گزارش ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی کے ''خطبات صدارت'' بھی پڑھ لیں۔ مدنی صاحب نے پاکستان بننے کے بعد بھی قائداعظم کے بارے میں جو زبان استعمال کی میں اسے دہرانا مناسب نہیں سمجھتا۔ آج پاکستان کا اصل مسئلہ علامہ اقبال اور قائداعظم کے مخالفین کا دفاع نہیں بلکہ پاکستان کا دفاع ہے۔

﴿13 اپریل 2009ء کو شائع ہونے والے محترم حامد میر کے کالم ''آپ سب کا شکریہ'' کے اہم حصے ملاحظہ فرمائیں﴾

جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جھوٹ بولنے والوں پر بار بار لعنت بھیجی ہے۔ خدانخواستہ مجھ جیسا دنیادار اور گناہ گار شخص غلطی سے کسی پرانے جھوٹ کو سچ سمجھ بیٹھے تو کسی دین دار کو اس کے جواب میں صرف سچ بولنا چاہیے لیکن افسوس کہ اپنے آپ کو دیندار کہنے والے کچھ

حضرات جھوٹ کو زبردستی سچ کا لباس پہنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ **1937**ء میں مولانا حسین احمد مدنی اور مفتی کفایت اللہ کی طرف سے مسلم لیگ کی حمایت کے عوض پچاس ہزار روپے کے تقاضے کے متعلق میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا ایک کتاب کا حوالہ دیا۔ کتاب کا حوالہ دینے کے جرم میں مجھے کافر اور یہودی ایجنٹ قرار دینے کی کوشش ہو رہی ہے حالانکہ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے قیام پاکستان سے قبل کانگریس کا ساتھ دینے کے خلاف فتویٰ دیا تھا اور کانگریس کا ساتھ میں نے' یا میرے والد یا میرے دادا نے نہیں بلکہ مولانا حسین احمد مدنی نے دیا تھا۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی کے فتوے کی روشنی میں دیکھا جائے تو مولانا حسین احمد مدنی اسلام کی جنگ نہیں لڑ رہے تھے بلکہ کانگریس کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کے خلاف ایک سیاسی جنگ لڑ رہے تھے اور ان کے بارے میں کسی کتاب کا حوالے دینا ''نامناسب'' تو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ایسا گناہ نہیں کہ آج کے ''کانگریسی علماء'' مجھے دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا اعلان کر دیں۔

ستم ظریفی دیکھیے کہ مولانا سعید احمد جلالپوری نے **12** اپریل **2009**ء کے جنگ میں ساڑھے پانچ سال قبل **23** اگست **2003**ء کو شائع ہونے والے ایک کالم کا جواب دیا ہے اور مجھے جھوٹا قرار دیا ہے۔ پہلے تو میں یہ سوچ سوچ کر ہنستا رہا کہ یہ مولانا صاحب ساڑھے پانچ سال تک خاموش کیوں رہے؟ پھر جب میں نے یہ ساڑھے پانچ سال پرانا کالم نکال کر پڑھا تو مجھے ازحد افسوس ہوا کہ مولانا سعید احمد جلالپوری نے سیاق وسباق سے ہٹ کر کچھ حوالے دیے اور فکری بددیانتی کے ذریعہ قارئین کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ''ملا پاور'' کے نام سے لکھا جانے والا یہ کالم دراصل بی بی سی کی ایک دستاویزی فلم کا جواب تھا جس میں کہا گیا تھا کہ ملا اور ملٹری کے اتحاد کی وجہ مسئلہ کشمیر زندہ ہے۔ سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ملاؤں کی خوشنودی کے لیے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ بی بی سی کی اس دستاویزی فلم کا نام ''ملا پاور'' تھا اور میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ ملا کا مسئلہ کشمیر سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مسئلہ کشمیر کو ملا نے نہیں بلکہ مجاہدین نے زندہ رکھا ہوا ہے۔

میں نے اس کالم میں لکھا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تحریک **1953**ء میں شروع ہوئی۔ **1974**ء میں بھٹو صاحب نے پارلیمنٹ کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو یہ ملاؤں کا دباؤ نہیں بلکہ ایک قومی اتفاق رائے تھا۔ میں نے کشمیر اور افغانستان کے جہاد میں ملا اور مجاہد کے کردار کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ملا نے جہاد کے نام پر صرف چندہ وصول کیا اور مجاہدین نے قربانیاں دیں۔ مجاہد کو سیاست کا شوقین نہیں ہوتا لیکن ملا اپنی سیاست کے لیے مجاہد کی قربانی کو فروخت کرنے سے گریز نہیں کرتا۔ میں نے لکھا کہ **2002**ء کے انتخابات میں عوام نے امریکہ کی نفرت میں ملاؤں کو ووٹ دیے کیونکہ انہوں نے کشمیر اور افغانستان کے مجاہدین کا علم اٹھالیا تھا۔ عوام کے ووٹ مجاہدین کی قربانیوں کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا ذریعہ تھے لیکن افسوس کہ متحدہ مجلس عمل نے صوبہ سرحد کا اقتدار حاصل کرنے کے بعد پشاور میں ایف بی آئی کو مجاہدین کے خلاف کاروائیوں کی اجازت دے دی۔

قارئین سے التماس ہے کہ یہ ساڑھے پانچ سال پرانا کالم ضرور پڑھ لیں۔ حق پرست علماء سے گزارش ہے کہ اس کالم کو پڑھ کر فیصلہ کریں کہ میں نے جھوٹ لکھا یا سچ لکھا؟ میں نے اس کالم میں عرض کر دیا تھا کہ جمعیت علماء اسلام اور جماعت اسلامی کی قیادت میں اختلافات پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ سرحد حکومت کی بعض اہم شخصیات نے امریکی دفتر خارجہ کے عہدیدار رچرڈ ہاس کو ایک خفیہ ملاقات میں تعاون کا یقین دلایا ہے۔ لہٰذا ''مجاہد فروشی'' کرنے والے ملا پاکستان میں کبھی پاور نہ بن سکیں گے۔ **2008**ء کے انتخابات کے نتائج نے میرے کالم کو درست ثابت کیا۔ متحدہ مجلس عمل کیوں ٹوٹی؟ مولانا فضل الرحمٰن ڈیرہ اسماعیل خان میں اپنے آبائی حلقے سے کیوں شکست کھا گئے؟۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف پہلا پرائیویٹ بل مولانا شاہ احمد نورانی نے پیش کیا۔ بعد ازاں حکومت اور اپوزیشن کے ارکان نے ایک مشترکہ بل پیش کیا جس پر **36** ارکان کے دستخط تھے۔ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے نمائندے مرزا ناصر احمد کو کئی دن تک جرح کے لیے بلایا گیا اور یہ جرح

اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کرتے تھے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی نے اپنی زندگی میں کئی مرتبہ کہا کہ بھٹو نے یہ کام کسی دباؤ پر نہیں بلکہ دینی جذبے کے تحت کیا اور یہی میری گزارش ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانا صرف ملاؤں کا نہیں بلکہ ان مجاہدین کا بھی کارنامہ تھا جن کے چہرے پر داڑھی نہ تھی لیکن وہ حرمت رسول کے لیے غازی علم دین کی طرح شہادت کے لیے تیار تھے۔

میں نے علمی انداز میں ایک کتاب کا حوالے دیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ حوالہ کمزور ہے تو جناب انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ریکٹر پروفیسر فتح محمد ملک نے اپنی کتاب ''اقبال کا فکری نظام اور پاکستان کا تصور'' میں ایم اے ایچ اصفہانی کی کتاب سے یہ حوالہ دوبارہ کیوں دیا؟ انہوں نے یہیں بس نہیں کیا بلکہ اپنی کتاب میں صفحہ **108** پر ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ ''جن کے علم وتقویٰ پر مدینے کی مہر ثبت تھی ان کی بابت جواہر لعل نہرو کا ایک خط شائع ہو گیا کہ حسین احمد کو اتنے روپے دے چکا ہوں، اب وہ اور مانگتے ہیں۔ نہرو نے ان کے نام کے ساتھ نہ مولانا لکھا نہ جناب نہ صاحب'' یقیناً آپ اس حوالے کو بھی غلط قرار دیں گے۔ میں بھی اسے غلط تسلیم کر لیتا ہوں لیکن جناب آپ بھی تسلیم کریں کہ جواہر لعل نہرو کا ساتھ دینا غلط تھا کیونکہ بعدازاں اسی نہرو نے مولانا حسین احمد مدنی پر مزید روپے مانگنے کا الزام لگایا۔ پروفیسر فتح محمد ملک نے اعتراف کیا کہ **9** مارچ **1938**ء کو روزنامہ احسان میں علامہ اقبال کی وضاحت شائع ہونے کے بعد مولانا حسین احمد مدنی نے خاموشی اختیار کر لی تھی لیکن **23** مارچ **1940**ء کی قرارداد لاہور کے بعد مدنی صاحب نے ''متحدہ قومیت اور اسلام'' کے نام سے کتاب لکھ ڈالی اور پھر حضرت اقبال پر تنقید کی۔

اس سلسلے میں گجرات کے بزرگ سید نور محمد قادری کی کتاب ''اقبال کا آخری معرکہ'' پڑھنے کے لائق ہے جس میں انہوں نے تاریخی حوالوں سے مولانا حسین احمد مدنی کی علامہ اقبال اور قائداعظم کے متعلق گستاخیوں کا ذکر کیا ہے اور جواب بھی دیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر کی کتاب ''معترضین اقبال'' میں بھی کافی تفصیل موجود ہے۔

مرزا قادیانی' رشید گنگوہی کا مرد صالح

علامہ مفتی محمد امین قادری حنفی

ابو علقمہ مفتی محمد امین قادری 7 نومبر 1972ء کو محمد حسین محمد ابراہیم کے گھر کھارادر کراچی میں پیدا ہوئے۔ عصری علوم کتیانہ میمن سکول' سندھ مسلم کامرس کالج اور کراچی یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ 1997ء میں دار العلوم امجدیہ کراچی سے دینی علوم کی تکمیل کی۔ 1985ء میں روحانی طور پر سلسلہ قادریہ میں امیر دعوت اسلامی پاکستان مولانا محمد الیاس قادری کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد کراچی کی کئی مساجد و مدارس میں تدریس کی۔ کافی عرصہ دعوت اسلامی کی مجلس شوریٰ کے رکن اور کچھ عرصہ غالباً نگران شوریٰ بھی رہے۔ مفتی محمد امین صاحب انتہائی محنتی' قابل اور شریف النفس انسان تھے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ پاکستان کے دور دراز علاقوں کے مدارس کے منتظمین سے ذاتی طور پر رابطے میں رہتے اور ان کی ہر ممکن مدد کرتے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کے لیے آپ نے اپنی صلاحیتیں بہت احسن انداز میں صرف کیں۔ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر آپ کی گرانقدر خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے اکابر علماء آپ کو ''شاہین ختم نبوت'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ سفر حقیقی پر گامزن ہونے سے پہلے آپ نے اکابرین اہلسنت کی عقیدہ ختم نبوت کے ضمن میں لکھی گئی جملہ تصانیف کو یکجا شائع کرنے کا عظیم منصوبہ بنایا لیکن وہ آپ کی حیات مستعار میں پورا نہ ہو سکا۔

20 دسمبر 2005ء کو آپ 36 سال کی عمر میں جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ اسی رات آپ کی نماز جنازہ دار العلوم امجدیہ کے باہر شیخ الحدیث علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں تا حد نظر علماء کرام و عوام نے بھرپور شرکت کی۔ اللہ رب العزت حضور خاتم النبیین ﷺ کے طفیل آپ کو کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے۔

نام نہاد اتحاد بین المسلمین کی دعویدار ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے ترجمان 'ہفت روزہ ختم نبوت'' نے اس کی حقیقت فاش کر دی ہے۔ **23 تا 31** جنوری **2009**ء کے شمارے میں عبدالحق خان بشیر کے انتہائی متعصبانہ اور دروغ گوئی پر مبنی مضمون کی پہلی قسط شائع ہوئی۔ موصوف نے مرزا قادیانی کو ''مرد صالح'' قرار دینے والے رشید گنگوہی کا ناکام و نامراد دفاع کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی کو مزید کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں اسی طرح اس حقیقت کو بیان کرنے کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ مرزا قادیانی کو ابتدا

دجل کی سیڑھی فراہم کرنے والے عبدالحق خان بشیر کے بڑے ہی تھے۔ کسی نے رسوائے زمانہ کتاب تحذیر الناس لکھ کر ''ختم نبوت'' کے اجماعی مفہوم میں نقب لگائی' کسی نے مرزا قادیانی کو مرد صالح قرار دیا' کسی نے مرزا کی عبارتیں چُرا چُرا کر اپنی کتابوں میں نقل کیں' کسی نے قومی اسمبلی میں پیش کی جانے والی قرارداد پر دستخط سے انکار کیا اور کوئی مرزائیوں سے یاری' دوستی اور علاج معالجہ کرواتا ہے۔

عبدالحق خان بشیر کس کس کا دفاع کریں گے۔ ان کے باپ سرفراز گکھڑوی سے یہ نہیں ہو سکا تو عبدالحق بیچارہ کیا کرے گا۔ بہرکیف خاں صاحب نے مضمون کے شروع میں لکھا ہے کہ ''**1984**ء کا واقعہ ہے کہ ایک غالی فرقہ کی طرف سے ''فتاویٰ قادریہ'' کے نام سے ایک کتاب منظر عام پر آئی جسے لاہور کے ایک نشریاتی ادارے مکتبہ قادریہ نے شائع کیا اور اسے پورے ملک میں پھیلایا گیا''۔ خاں صاحب غالباً اپنی عینک استعمال کرنا بھول گئے ہیں اس لیے **1984**ء میں مکتبہ قادریہ سے شائع ہونے والے فتاویٰ قادریہ پر پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ اگر خاں صاحب تقویۃ الایمان' صراط مستقیم' تحذیر الناس' فتاویٰ رشیدیہ اور الامداد وغیرہ کے مطالعے کے وقت استعمال کی جانے والی عینک سے فائدہ اٹھاتے تو **1901**ء میں شائع ہونے والا فتاویٰ قادریہ انہیں ضرور میسر آ جاتا۔ فضول پون صدی سے زائد عرصہ آگے جانے کی کیا ضرورت ہے۔

درج ذیل مضمون خاں صاحب کی لن ترانیوں کا باقاعدہ جواب نہیں کیونکہ مضمون کئی سال پہلے لکھا جا چکا ہے لیکن خاں صاحب کی بدقسمتی کہ ان کے ہاضمے کی شافی گولی ہے۔ اگر جناب کو اس سے افاقہ ہو تو ٹھیک ورنہ کیپسول' انجکشن' ڈرپ اور آپریشن کا انتظام اور اعلیٰ ماہرین کی خدمات حاصل ہیں۔

مفتی محمد امین قادری علیہ الرحمہ نے یہ مضمون **1901**ء میں شائع ہونے والے فتاویٰ قادریہ سے تیار کیا ہے اس وقت خاں صاحب یقیناً اس دنیا پر نہیں ہوں گے اور غالباً ان کے والد صاحب بھی نہیں ہوں گے لہٰذا یہ مضمون انتہائی متانت و سنجیدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون کے شروع میں علماء و مشائخ اہلسنت کی تحفظ ختم نبوت کے ضمن میں علمی و عملی جدوجہد کا اجمالی ذکر بھی ہے ملاحظہ فرمائیں

مرزا قادیانی کے گمراہ کن دعووں اور ضلالت و کفریات کے رد میں علماء و مشائخ اہل سنت روز اول ہی سے میدان عمل میں موجود تھے۔ ان میں مولانا غلام دستگیر نقشبندی حنفی قصوری' مفتی غلام قادر چشتی حنفی بھیروی' مولانا فیض الحسن چشتی سہارنپوری' مولانا غلام رسول نقشبندی حنفی امرتسری' علامہ قاضی فضل احمد نقشبندی حنفی لدھیانوی' اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا خان قادری حنفی بریلوی' فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ چشتی حنفی گولڑوی' علامہ اصغر علی روحی حنفی لاہوری' مولانا نواب الدین رمداسی حنفی' علامہ مولانا کرم الدین دبیر چشتی حنفی جہلمی' مولانا محمد حیدر اللہ خان نقشبندی حنفی' علامہ مولانا انوار اللہ صاحب

فاروقی نقشبندی حنفی حیدر آباد دکن' حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان قادری حنفی بریلوی' مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری حنفی بریلوی' مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری حنفی میرٹھی رحمھم اللہ وغیرہ اس محاذ پر سر فہرست ہیں۔ان اکابر کے شب وروز دجال مرزا کی تردید' مناظرہ' مباحثہ اور مباہلہ میں بسر ہو رہے تھے۔ان عظیم شخصیات میں خاص کر دو ہستیاں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمھم اللہ ایسی ہیں کہ ان کے تلامذہ و خلفاء کی جماعت ہمیشہ تردید قادیانیت پر کمر بستہ رہی۔کلمۂ حق کہنے کا حال یہ تھا کہ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام قادر بھیروی چشتی حنفی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۰۸ء) نے مسجد کی پیشانی پر ایک پتھر نصب کروادیا تھا جس پر یہ عبارت درج ہے:''باتفاق انجمن حنفیہ وحکم شرع شریف قرار پایا کہ کوئی وہابی' رافضی' نیچری' مرزائی مسجد ہذا میں نہ آئے اور خلاف مذہب حنفی کوئی بات نہ کرے۔''

فقیر غلام قادر عفی عنہ' متولی بیگم شاہی مسجد

ردقادیانیت میں اولین فتویٰ کفر

واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے ابتداءً اپنے آپ کو ادیانِ باطلہ کے مقابل ایک مناظر اور اسلام کے محافظ کے طور پر متعارف کروایا اور مسیحی پادریوں اور آریا سماجیوں سے ہلکے پھلکے مباحثے بھی کیے جن کی بہت زیادہ تشہیر کی گئی۔اس کے بعد مرزا نے اعلان کیا کہ وہ حقانیت اسلام پر ایک بہت ضخیم کتاب بعنوان ''براہین احمدیہ'' شائع کرنا چاہتا ہے جس میں حقانیت اسلام پر بے شمار دلائل ہوں گے۔اسی ''براہین احمدیہ'' کے پہلے دو حصے ۱۸۸۰ء میں شائع ہوئے اور تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء میں شائع ہوا۔تیسرے حصے کے شائع ہوتے ہی جس مدبر ملت اور دور اندیش عالم دین نے سب سے پہلے اپنے نور ایمانی سے اس فتنہ کو بھانپا اور ''دفاع اسلام ووحی'' کی آڑ میں دعویٰ نبوت ووحی کی گرفت کی وہ پنجاب کے شہر قصور سے تعلق رکھنے والے عظیم عالم دین شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی غلام دستگیر ہاشمی قریشی دائم الحضوری نقشبندی حنفی قصوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔حضرت قصوری نے اس

فتنہ خبیثہ کی گرفت میں پہل فرمائی اور ''تحقیقات دستگیریہ فی ردھفوات براھینیہ'' کے نام سے اردو رسالہ ۱۸۸۳ء میں تحریر فرمایا۔اس رسالہ میں مرزا کی کفریہ عبارات کو جمع فرما کر پنجاب کے جید سنی علماء سے تصدیقات حاصل کیں پھر مرزا قادیانی کو رسالہ کی نقل بھجوا کر توبہ کا تقاضہ کیا گیا مگر ان شرعی دلائل کے مقابل مرزا قادیانی نے خاموشی اختیار کی۔مرزا کی مسلسل خاموشی کے بعد ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۶ء میں مولانا قصوری علیہ الرحمۃ نے ''تحقیقات دستگیریہ'' کا ترجمہ عربی زبان میں کیا اور اس کو (رجم الشیاطین برد اغلوطات البراھین) کے نام علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کیا جس کے جواب میں علمائے حرمین شریفین نے اس کتاب کو اپنی تصدیقات سے نوازا۔ان تصدیقات حرمین شریفین کے حصول میں فاتح عیسائیت حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی اور شیخ المشائخ حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہما مولانا قصوری علیہ الرحمۃ کے معاون ودست راست تھے۔

یہ کتاب مرزا قادیانی کو کھٹکتی تھی جس کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اس طرح کیا:''مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے۔''[1]

خیال رہے براہین احمدیہ جلد سوئم ۱۸۸۲ء میں شائع ہوئی تو مولانا قصوری علیہ الرحمۃ نے ۱۸۸۳ء میں اردو زبان میں اس کی پہلی گرفت فرمائی جس کی تصدیق اس وقت کے جید حنفی علمائے اہل سنت نے فرمائی پھر آپ نے ۱۸۸۶ء میں ''تحقیقات دستگیریہ'' کا عربی ترجمہ کر کے علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کر کے ان سے تصدیقات حاصل کیں۔جبکہ ردقادیانیت میں اولیت کے دعوے دار علمائے غیر مقلدین یعنی اہل حدیث کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی نومبر ۱۸۸۴ء میں دہلی میں مرزا قادیانی کا نکاح میر اہل حدیث کی صاحبزادی سے پڑھا رہے ہیں اور اس رشتہ کو قائم کروانے والے اور اس کے لئے سفارشات کرنے میں مولوی محمد حسین بٹالوی پیشوائے اہل حدیث ہند پیش پیش ہیں انہی۔بٹالوی صاحب نے ''براہین احمدیہ'' کی حمایت میں اپنے ماہواری رسالہ

[1] حقیقۃ الوحی' ص:۲۵۹ روحانی خزائن' جلد:۲۲' صفحہ:۲۵۹

''اشاعت السنۃ''میں ریویواورزوردارمضامین تحریرفرمارہے تھے۔

دوسری طرف بزعم خویش ردقادیانیت میں اولیت کے دعوے دارعلمائے دیوبند کے مولوی رشید احمد گنگوہی ۱۸۸۳ء میں مرزا قادیانی کو مرد صالح کے لقب سے نوازرہے ہیں نیز موجودہ علمائے دیوبند میں سے مولوی اللہ وسایا''احتساب قادیانیت''میں رقمطراز ہیں کہ:''مرزاغلام احمد قادیانی کے فتنے سے قبل از وقت نورایمانی سے اکابردیوبندکواللہ رب العزت نے اس فتنے کے خلاف متوجہ فرمادیا۔''[1]

اہل حق وتحقیق پر مذکورہ دعویٰ کی حقیقت چنداں مخفی نہیں جیسا کہ ہماری مندرجہ ذیل تحریر سے مدعی مذکور کے دعوے اوران کے ممدوح علمائے دیوبند کے''نورایمانی''کی حقیقت قارئین پرواضح وروشن ہوجائے گی۔ان شاءاللہ

علمائے لدھیانہ اوررشیداحمد گنگوہی کی تحریری گفتگو جوفتاویٰ قادریہ میں موجودہ ہے پیش خدمت ہے۔

تحریردرتکفیرمرزاغلام احمد قادیانی

بعد الحمد والصلوۃ اہل اسلام کومعلوم ہوکہ اکثر جاہل اورنابلد مرزاغلام احمد قادیانی ملحد کو عیسیٰ مسیح گمان کرتے ہیں اورعوام کو بہکا کر بے ایمان بناتے ہیں لہٰذااس کے کافراورمرتد ہونے کا حال بطوراختصارتحریر میں لایاجاتا ہے۔

مرزاغلام احمد قادیانی نے شہرلدھیانہ میں آکر ۱۳۰۱ء میں دعویٰ کیا کہ میں مجددہوں۔عباس علی صوفی اورمولوی احمد جان معہ مریدان ٗمولوی محمد حسن معہ اپنے گروہ اورمولوی شاہ دین اورعبدالقادراورمولوی نورمحمد مہتمم مدرسہ حقانی وغیرہ [2] نے اس کے دعویٰ کوتسلیم کرکے امداد برکمرباندھی۔

---

[1] احتساب قادیانیت ٗج:۱۰ ٗص:۴۴۹

[2] بعد میں رفتہ رفتہ سب نے مرزاقادیانی کے گمراہ ہونے پراتفاق کیا صرف عبدالقادرہی اس چاہ ضلالت میں غرق رہا۔

منشی احمد جان نے معہ مولوی شاہ دین وعبدالقادرایک مجمع میں جوواسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپرمکان شاہزادہ صفدرجنگ صاحب کے تھابیان کیا کہ علی الصباح مرزاغلام احمد قادیانی صاحب اس شہرلدھیانہ میں تشریف لائیں گے۔اس کی تعریف میں نہایت مبالغہ کرکے کہا کہ جوشخص اس پرایمان لائے گاگویاوہ اول مسلمان ہوگا۔مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادرم نے بعد کمال بردباری اورتحمل کے فرمایااگرچہ اہل مجلس کومیرابیان کرناناگوارمعلوم ہوگالیکن جوبات خداجل شانہ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے بیان کئے بغیر میری طبیعت کااضطراب دورنہیں ہوتا۔وہ بات یہ ہے کہ مرزاقادیانی جس کی تم تعریف کررہے ہوبے دین ہے۔منشی احمد جان بولاکہ میں توپہلے کہتاتھا کہ اس پرکوئی عالم یاصوفی حسدکرے گا۔راقم الحروف نے مولوی عبداللہ صاحب کوجلسہ ختم ہونے کے بعد کہاکہ جب تک کوئی دلیل معلوم نہ ہوبلاتامل کسی کے حق میں زبان طعن کھولنی مناسب نہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایاکہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کوبہت روکالیکن آخرالامر یہ کلام خداجل شانہ نے جومیرے لئے اس موقع پرسرزدکرایاہے خالی ازالہام نہیں۔

اس روزمولوی عبداللہ صاحب بہت پریشان خاطررہے بلکہ شام کوکھانابھی تناول نہ کیا۔بوقت شب دولوگوں سے استخارہ کروایااورآپ بھی اسی فکرمیں سوگئے کہ کیادیکھتے ہیں کہ میں ایک مکان بلند پرمعہ مولوی محمد صاحب وخواجہ احسن شاہ صاحب بیٹھاہوں۔تین آدمی دورسے دھوتی باندھے ہوئے چلے آتے معلوم ہوئے اورجب نزدیک پہنچے توایک شخص جوآگے آگے آتاتھااس نے دھوتی کوکھول کر تہبندکی طرح باندھ دیا۔خواب میں ہی غیب سے یہ آوازآئی کہ مرزاغلام احمد قادیانی یہی ہے۔اسی وقت خواب سے بیدارہوگئے اوردل کی پراگندگی یک لخت دورہوگئی اوریقین کلی حاصل ہواکہ یہ شخص پیرایہ اسلام میں لوگوں کوگمراہ کررہاہے۔

موافق تعبیرخواب کے دوسرے دن قادیانی معہ ہندوؤں کے لدھیانہ میں آیا۔استخارہ کنندگان میں سے ایک کومعلوم ہواکہ یہ شخص بے علم ہے اوردوسرے شخص نے خواب میں مرزاکواس طرح دیکھا

کہ مرزا قادیانی ایک عورت برہنہ تن کو اپنی گود میں لے کر اس کے بدن پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ جس کی تعبیر یہ ہے کہ مرزا دنیا کے جمع کرنے کے درپے ہے' دین کی کچھ پرواہ نہیں۔ فی الواقع ان دونوں خوابوں کی صداقت میں بھی کچھ شک نہیں۔ مرزا کو انشاء پردازی کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔ خصوصاً علوم دینیہ سے بالکل بے بہرہ ہے' ورنہ براہین احمدیہ کی قبل از تصنیف بلاتعین ضخامت کیوں فروخت کر کے مال حرام کو اپنے کھانے پینے میں صرف کرتا کیونکہ ایسی بیع شرعاً ناجائز ہے۔ پس جو لوگ اس کتاب کی تشہیج میں عالم کہلا کر مثل عبدالقادر وغیرہ ساعی رہے ہیں وہ کمال درجہ کے نادان اور جاہل ہیں۔ مرزا قادیانی کا صرف حطام دنیوی جمع کرنے کا مدنظر ہونا بھی اسی کتاب کے فروخت کرنے سے ظاہر ہے کیونکہ تین چار حصہ کتاب مذکور کے چند اجزاء میں طبع کرا کے جو فی الواقع دو تین روپیہ کی مالیت ہے' دس دس اور پچیس پچیس روپے بایں وعدہ لوگوں سے مرزا اور اس کے دلال عبدالقادر نے وصول کئے ہیں کہ یہ کتاب بہت بڑی بنے گی اور باقی جلدیں طبع ہو کر وقتاً فوقتاً ہر خریدار کو پہنچتی رہیں گی۔ جب لوگوں سے روپیہ دم دے کر وصول کر چکے تو باقی کتاب کا طبع کروانا یک لخت موقوف کر دیا کیونکہ اس میں کوئی صورت منافع کی نہیں۔ یعنی جس قدر مطبوع ہوگی جن سے پہلے روپیہ حاصل کر چکے ہیں ان کو بلاقیمت دینی پڑے گی۔ لہٰذا اس کے بقیہ کو ہم آشیانہ عنقا کرنا مناسب سمجھ کر نئی نئی تالیفات شائع کر کے روپیہ جمع کرنا شروع کیا۔ جس روز قادیانی شہر لدھیانہ میں وارد ہوا تھا۔ راقم الحروف اعنی و مولوی محمد عبداللہ صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب نے براہین کو دیکھا تو اس میں کلمات کفریہ انبار در انبار پائے اور لوگوں کو قبل از دوپہر اطلاع کر دی گئی کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور ملحد ہے۔

ے برعکس نہند نام زنگی کافور

مرزا قادیانی' رشید گنگوہی کا مرد صالح

اس کے علاوہ گرد و نواح کے شہروں میں فتوے لکھ کر روانہ کئے گئے کہ یہ شخص مرتد ہے اور اس کی کتاب کو کوئی نہ خریدے۔ اس موقع پر اکثر نے تکفیر کی رائے کو تسلیم نہ کیا بلکہ مولوی رشید احمد صاحب

گنگوہی نے ہماری تحریر کی تردید میں ایک طومار لکھ کر ہمارے پاس روانہ کیا اور قادیانی کو مرد صالح قرار دیا اور نقل اس کی مولوی شاہ دین اور مولوی عبدالقادر اپنے مریدوں کے پاس روانہ کی۔ چنانچہ شاہ دین نے برسر بازار روبرو مریدان منشی احمد جان و متبعان قادیانی یہ کہہ کر مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی صاحبان کی تردید میں یہ تحریر ارسال فرمائی ہے یہ اس کے الکل پچو معنے کر کے زور شور کے ساتھ سنایا۔

رشید گنگوہی تیسری شب کا بدشکل چاند

مولوی عبدالعزیز صاحب نے اس تحریر کی بروز جمعہ وعظ میں خوب دھجیاں اڑائیں۔ مولوی عبداللہ صاحب کو اس تحریر کا حال سن کر نہایت فکر ہوئی کہ مولوی رشید احمد صاحب نے ایسے مرتد کو "مرد صالح" کیسے لکھ دیا؟ جناب باری کی بارگاہ میں یہ دعا کر کے سو گئے خواب میں یہ معلوم ہوا کہ تیسری شب کا چاند بدشکل ہو کر لٹک پڑا۔ غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد (گنگوہی) یہی ہے۔ اسی روز سے اکثر فتوے ان کے غلط متناقض یکے بادیگرے حیز وجود میں آنے لگے اور (رشید گنگوہی کی) تحریر کی راقم الحروف نے یہ تردید لکھی۔

مولانا محمد لدھیانوی کا رشید گنگوہی کو خط

یظهر من هذا عدم

بسم الله الرحمن الرحيم

انطباق العنوانين على المعنونين

بعد الحمد و الصلوة بمکرمی و معظمی مولوی رشید احمد صاحب دام فیضہ۔ بعد سلام مسنون الاسلام معروض آنکہ نوازش نامہ آپ کا در باب تعدیل صاحب براہین احمدیہ بجواب تحریر ایں جانب پہنچا چونکہ اکثر اقوال جناب میری سمجھ میں نہیں آئے اور نیز سکوت بحکم ﴿الساکت عن الحق

شیطان اخرس ﴾نہیں کرسکتا۔لہٰذا یہ عرض ہے کہ میرے خدشات کے جوابات تحریر فرمادیں یا بموجب ﴿انظر الیٰ ماقال ولاتنظر الی من قال ﴾ خدشات مذکورۃ الذیل کومقالات حقہ قرار دیں۔ ﴿ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ﴾۔

﴿قال سے مرادرشید گنگوہی اوراقول سے مرادمولانا محمد لدھیانوی ہیں﴾

قال (گنگوهی): اگر چہ بعض اقوال میں دربادی الرائے خدشہ ہوتا ہے مگر تھوڑی سی تاویل سے اس کی تصحیح ممکن ہے لہٰذا آپ جیسے اہل علم سے بہت تعجب ہوا کہ آپ نے ایسے امرتادر معانی کو دیکھ کر تکفیر وارتدار کا حکم فرمایا اگر تاویل قلیل فرما کر اس کو خارج اسلام سے نہ کرتے تو کیا حرج تھا؟

اقول(مولانا لدھیانوی): توقف کرنا علماء کا اسے مقام میں عوام کو گمراہی میں ڈالنا ہے کیونکہ تاویل کا وہ نام تک نہیں جانتے۔دیکھئے علماء اہل شرع نے اسی جہت سے منصور کو مرواڈالا ورنہ اس سے ایسا کلمہ نہیں صادر ہوا جو قابل تاویل نہ ہو لہٰذا آپ جیسے اہل فضل سے تعجب ہوا کہ جو کلمات صرف کفر یہ ہیں ان کی تاویلات کے درپے ہوئے۔بے دیدہ ودانستہ اس کو صالح مسلمان قرار دے کر عوام کو گمراہی میں ڈال دیا۔دیکھئے صاحب طریقہ محمدیہ علیہ کیا لکھتے ہیں:

﴿بد عبه! بعض المتصوفة فی زماننا اذاانکر بعض امورهم المخالف للشرع ان حرمته ذالک فی العلم الظاهر وانااصحاب العلم الباطن وانه حلال وانکم تاخذون من الکتاب وانا ناخذ من صاحبه محمدعلیه الصلوة والسلام فاذا اشکل علینا مسئله استفتینا ها فان حصل قناعته فبهاوالا راجعنا الی الله تعالیٰ فناخذ منه ونحو ذالک من التوهمات کله الحاد وضلال وازراء للشریعة الحنفیة وعدم الاعتماد علیها العیاذباالله تعالیٰ من ذالک فالواجب علی کل من سمع مثل هذه

بعض بدعتی صوفیا کا قول یہ ہے کہ ہمارے نزدیک حلال ہے جس کو تم حرام جانتے ہو اور ہم خدا تعالیٰ سے خود دریافت کر لیتے ہیں بالکل کفر اور ایسے شخص کی تکفیر میں عالم کو دیر کرنا گناہ ہے۔

الا قاویل الباطلة الا نکار علی قائله والجزم بطلان مقاله بلاشک ولاترد د والاتوقف ولا تلبث والا فهو من جملتهم بحکم علیه بالزندقة ﴾

قال (گنگوهی): تکفیر مسلم ایساامر سہل نہیں کہ اس طرح ذراسی بات پر جھٹ پٹ کافر کہہ دیا جاوے۔خیال فرماویں کہ فخر عالم علیہ الصلوۃ والسلام کیا فرماتے ہیں مشکوۃ شریف کی کتاب الایمان میں ہے ''ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لااله الا الله لاتکفره بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل '' دوسری حدیث ہے کہ جو کوئی تکفیر مسلمان کی کرتا ہے تو اس تکفیر میں دونوں میں سے ایک ٹھکانا لیتا ہے۔

اقول(مولانا لدھیانوی): ظاہر معنی اس حدیث کے اگر چہ آپ کے کلام کو مؤید ہیں لیکن وہ معنی ہرگز کسی محدث نے مراد نہیں لئے ورنہ جو کفار موحد ہیں اور آنحضرت ﷺ کی نبوت سے انکاری ہیں کافر نہ ہوئے اسی طرح جو لوگ مدعی اسلام اولیاء اللہ کو حاضر وناظر اور قبروں کو سجدہ کرنا اپنے اعتقاد میں درست جانتے ہیں کافر نہ ہوئے نیز جہاد خلیفہ اول کا منکرین زکوۃ پر باتفاق صحابہ اس تعیم کو اٹھاتا ہے۔غرض آیات اور احادیث اس کی تعیم کو دور کرنے والی بکثرت ہیں۔آپ کو یاددلانا گویا لقمان کو حکمت سکھانا ہے سو مولانا صاحب اسلام ایسی شے ہے کہ ذراسی بات میں انکار کرنے سے باقی نہیں رہتا جو شخص پردہ الہام اور مجددیت میں پیغمبروں سے بڑھ کر برملا دعویٰ کررہا ہے اور صدہا آیات قطعیات کو اس ضمن میں پس ڈال رہا ہے کیونکر کافر نہ ہو۔

قال (گنگوهی): اور صاحب مذہب سے منقول ہے ﴿لانکفر احدا من اهل القبلة ﴾ کہ جس کے باعث علماء نے تکفیر معتزلہ وغیرہ اہل ہوا سے اجتناب کیا ہے اگر چہ ہفوات معتزلہ آپ کو معلوم ہیں کہ کس درجہ کے ہیں علیٰ ہذا شیعہ کی تکفیر میں اکثر کو تر دد ہے۔

اقول (مولانا لدھیانوی): معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ جب تک اہل قبلہ سے کوئی موجبات کفر ثابت نہ ہو تب تک اس کی تکفیر کرنی درست نہیں۔خود صاحب مذہب اپنی کتاب فقہ اکبر میں

فرماتے ہیں ﴿لانکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرة اذالم یستحلها﴾
ملاعلی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ﴿ان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة
عند اهل السنة والجماعة انه لانکفر مالم یوجد شیء من امارات الکفروعلاماته
ولم یصدر شیء من موجباته﴾ اسی واسطے اہل اسلام نے فرقہائے اہل ہوا کو جو ضروریات
دین سے منکر ہیں برملا کافر کہا ہے۔ صاحب مواقف بعد نقل اقوال ہوا معتزلہ' شیعہ' خوارج وغیرہ کی
تکفیر اور تضلیل ان کے اہل سنت جماعت سے بلاخلاف صاف صاف نقل کرتا ہے۔ ﴿قال فی
المواقف ناقلا عن بعض المعتزلة الناس قادرون علی مثل القرآن واحسن نظما
وبلاغة ولا دلالة فی القرآن علی حلال وحرام وللعالم الهان قدیم ومحدث
هو المسیح الذی یحاسب الناس فی الاخرة والیهود والنصاری والمجوس
والزنادقة یصیرون فی الاخرة ترابا لایدخلون جنة ولانارا وعن بعض الشیعة انه
کفر الصحابة بترک بیعة علی وکفر بترک طلب الحق وقال بالتناسخ الله تعالیٰ
جسم فی صورة انسان بل رجل من نور علی تاج من نور کان روح الله فی آدم ثم
فی شیث ثم فی الانبیاء ولائمة حتی انتهت الی علی واولاده والثلاثة ثم الی
عبدالله والائمة انبیاء وابوطالب نبی ففرضو اطاعته والجنة نعیم الدنیا والنار
آلامها والدنیا لایفنی واستباحوا المحرمات وترکوا الفرائض وعن بعد الخوارج
کفر علی بالتحکیم وابن ملجم محق فی قتله وعن بعضهم استبعث من العجم
کتاب یکتب فی السماء وینزل علیه جملة واحدةوعن بعض المرجیة الایمان هو
المعرفة بالله ورسوله وبماجاء من عندالله اجمالا لاتفصیلا قد فرض الله الحج
ولا ادری این الکعبة ولعلها بغیر مکة وبعث محمد ولا ادری اهو الذی بالمدینة
ام غیره وحرم الخنزیر ولا ادری اهو هذه الشاة ام غیرها وغسان کان یحکیه عن

ابی حنیفة ویعد من المرجیة وهو افتراء علی وقال بعد ذکر الفرق الضالة عند
اختتام عقائد اهل السنة والجماعة لایکفر احد من اهل القبلة الا بمافیه نفی
الصانع القادر العالم اوشرک اوانکار النبوة اوانکار ماعلم مجیئه علیه الصلوة
والسلام به ضرورة او انکار المجمع علیه کاستحلال المحرمات واما ماعداه
فالقائل به مبتدع غیر کافر وللفقهاء فی معاملتهم خلاف هو خارج عن فننا هذا
انتهی ملخصاً﴾

اب آپ نظر غور سے فرمائیے کہ ہم ان فرقہائے مذکورۃ الصدر کو صرف آپ کے مقلد ہوکر کافر نہ
کہیں۔ یہ آپ ہی کا منصب ہے کہ جو اہل قبلہ قرآن کے اعجاز کا قائل نہ ہو اور دو خدا ہونے کا اور کل صحابہ
کے کفر کا اور ابوطالب کی پیغمبری کا اور کتاب مجسم اپنے پر نازل ہونے کا اور ترک عبادت اور ارتکاب
محرمات کو مضر نہ سمجھنے کا قائل ہو اس کو مسلمان قرار دینا ﴿کبرت کلمة تخرج من افواههم﴾

قال (گنگوهی): کون سا قول صاحب براہین کا ہے جو معتزلہ اور روافض کے کسی عقیدہ کے اور
قول کے برابر بھی ہو اور تاویل صحت کی قبول نہ کر سکے کہ جس پر آپ نے ارتداد قائل کا فتویٰ دے دیا۔

اقول (مولانا لدھیانوی): ﴿الارض والسماء معک کما هو معی خلقت لک
لیلا ونهارا﴾ وغیرہ چند اقوال اس کے اس قبیل کے ہیں کہ تاویل صحت کی ہرگز قبول
نہیں کر سکتے۔ نیز ورق دوم جلد ثالث کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص نے آیات
قطعیات سے قطعی طور پر انکار ظاہر کیا ہے۔ البتہ اگر قرامطہ کی طرح دروازہ تاویلات کا کھولا جائے
جیسا کہ شارح مواقف نے نقل کیا ہے ﴿حیث قال تحت قول المصنف وتاویل الشرائع
کقولهم الوضوء عبارة من موالاة الامام والتیمم هوا لاخذ من الماذون عند غیبة
الامام الذی هو الحجة والصلوة عبارة عن الناطق الذی هو الرسول بدلیل قوله تعالیٰ
الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنکر والاحتلام عن افشاء السروالغسل عن تجدید

العھد والزکوۃ تزکیۃ النفس والکعبۃ النبی والباب علی الی غیر ذلک من خرافاتھم انتھی﴾ تو کوئی کلمہ کسی اہل ردت کا کفر کیا گناہ بھی نہیں بن سکے گا۔

قال (گنگوھی): مولانا بلکہ اس کے معتقدین کو بھی کافر کہہ دیا اگرچہ وہ لوگ فقط تائید مذہب اسلام کے معتقد ہیں۔

اقول(مولانا لدھیانوی) : ذرا غور کرنے کا مقام ہے کہ کلمات کفریہ نقل کرنے کے بعد ان کے قائل اور معتقدین کو کافر کہنے سے یہ مراد لینی کہ اس کو ممد اسلام سمجھتے ہیں اور اس کے ان کلمات پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ بھی کافر ہیں آپ جیسے مادلونسے کمال بعید ہے۔

قال (گنگوھی): مولانا! اس صورت میں آپ کی تکفیر سے شاید کوئی اولین آخرین لوگ نجات نہ پائیں جب علماء متکلمین تکفیر معتزلہ کی نہیں کرتے اور خلق ان کی معتقد ہے۔

اقول (مولانا لدھیانوی): تحقیق ماتقدم سے صاف ظاہر ہے کہ علماء متکلمین تکفیر فرقہاء ضالہ کی کہ جو ضروریات دین سے منکر ہیں برابر کرتے چلے آئے ہیں اور کر رہے ہیں صرف آپ کے نزدیک فرقہاء مقدمۃ الذکر سب کے سب دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔

قال (گنگوھی): مولانا! علماء محققین نے ان کلمات کفریہ میں جو اہل فتویٰ نے کفریہ نقل کئے ہیں بھی تامل در باب تکفیر کیا ہے۔

اقول(مولانا لدھیانوی) : بلکہ محققین نے تکفیر کو پایہ تحقیق پر پہنچا کر غیر محقق کو تامل کا حکم فرمایا دیکھئے محقق دوانی شرح عقائد جلالی میں کیا لکھتے ہیں ﴿حیث قال لا یکفر احد من اهل القبلة الا بما علم فیه نفی الصانع القادر المختار اوشرک اوانکار النبوة او انکار ماعلم مجیئ محمد ﷺ به ضرورة او انکار امر مجمع علیه قطعها آه فا ن قلت نحن نریٰ الفقهاء یکفرون بکلمات لیس فیها شیء من الامور التی عدها المصنف من موجبات الکفر کما ذکروا فی باب الردة انه لو قال شخص انی اریٰ الله فی الدنیا

یکلمنی شفاها کفر قلت حکمهم بالردة فی الکلمات مبنی علی انه یفهم منه احد الامور المذکورة والظاهر ان التکفیر فی المسئلة المذکورة بناء علی دعویٰ المکالمة فانها منصب النبوة بل اعلیٰ مراتبها وفیه مخالفته ماهو من ضروریات الدین وهو انه ﷺ خاتم النبیین علیه وعلیهم افضل صلوة المصلین وقس علیه البواقی من الکلمات وتامل فیها لیظهر لک اشعارها باحد الامور التی فصلها المصنف غفر ذنوبه﴾

حاصل ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے کہ اگر کوئی فقہاء پر یہ اعتراض کرے کہ بعض کلمات کفریہ جو فتاویٰ میں درج ہیں کوئی وجہ کفر کی ان میں ان میں جو علماء متکلمین نے لکھی ہے پائی نہیں جاتی جیسا کہ لکھا ہے کہ جو شخص کہے کہ میں نے خدا کو ظاہر دنیا میں دیکھا ہے اور میں نے اس سے کلام کیا ہے کافر ہو جاتا ہے تو اس کا کیا جواب ہے؟ محقق دوانی اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ قصور تمہاری سمجھ کا ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ سے کلام کرنے کا دنیا میں روبرو ہو کر دعویٰ کرنا اعلیٰ درجہ پیغمبری کا دعویٰ ہے جس سے آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا جو نص قرآن سے ثابت ہے باطل ہوتا ہے اسی طرح باقی کلمات کا حال ہے۔

قال (گنگوھی): مولانا﴿ روی الطحاوی عن اصحابنا لا یخرج الرجل من الایمان الا جهودنا ادخله فیه ثم مایتیقن انه ردة یحکم بها وما یشک انه ردة لایحکم بها﴾

اقول (مولانا لدھیانوی): اس کے یہ معنی ہیں کہ جس کلمہ سے معانی میں تردد پیدا ہو یعنی مفتی کو یہ معلوم نہ ہو کہ قائل کی کیا مراد ہے ایسے مقام میں فتویٰ کفر کا دینا درست نہیں لیکن جو کلمہ اوپر مراد قائل کے محکم ہو وہ ہرگز ماول نہیں بن سکتا آپ سے پوچھتا ہوں اگر آیۃ ﴿وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین﴾ حضرت کی شان میں محکم ہے تو قادیانی ما صدق علیہ اس آیت کا کیونکر ہوسکتا ہے۔ اگر ایسی نصوص قطعیہ کو بزور تاویل کلیہ ٹھہرایا جائے تو آنحضرت ﷺ کی خاتمیت تو درکنار رہی

نبوت کا ثبوت دینا اہل اسلام کو متعذر بلکہ محال ہو جائے گا۔

قال (گنگوهی): مولانا سواد امت کا اتفاق ترادف وحی والہام پر ہے۔ صاحب قاموس وحی کا ترجمہ الہام سے کرتا ہے اور بیضاوی وغیرہ نے "واوحینا الی ام موسی" کی تفسیر میں الھمنا فرمایا ہے۔

اقول: (مولانا لدھیانوی): اصل عبارت کو آپ نے نقل نہیں کیا وہ یہ ہے کہ سواد اعظم علماء کے الہام کو مرادف وحی قرار دینے میں متفق ہے سو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے الہام اور وحی کو باعتبار اصطلاح علماء مرادف قرار دیا ہے چنانچہ خود اس نے اسی مقام میں صراحتہً لکھا ہے اور کس سے سن لیا ہے کہ لفظ الہام کی کتب دین میں وہی معنی کرنے چاہئیں جو کتب لغت میں مندرج ہیں جبکہ یہ سراسر غلط ہے دیکھئے امام غزالی کیا فرماتے ہیں: ﴿قال فی الاحیاء ثم الواقع فی القلب بغیر حیلة ینقسم الی مالا یدری انه کیف حصل والی ما یطلع علی السبب الذی منه استفاد ذلک العلم وھو مشاھدة الملک الملقی فی القلب والاول سمی الھاما والثانی وحیا یختص به الانبیاء ولا ول یختص بالاولیاء ولاصفیاء﴾

صاحب قاموس نے وحی کا ترجمہ صرف الہام سے نہیں کیا بلکہ الہام کو سلک معانی وحی میں منسلک کیا ہے۔ ﴿حیث قال الوحی الاشارة والکتابة والمکتوب والرسالة والالھام والکلام الملقی﴾ اگر اسی کا نام ترادف ہے تو اشارہ اور کتابت وغیرہ بھی مثل الہام کے مرادف ہوئے۔ ﴿ان ھذا الاعجاب﴾ اور بیضاوی وغیرہ کا ﴿اوحینا الی موسی﴾ کی تفسیر میں الھمنا بیان کرنا دال اوپر ترادف کے نہیں بلکہ اس امر پر دال ہے کہ اس مقام میں وحی اپنے معنی متعارف میں مستعمل نہیں۔ دیکھئے صاحب بیضاوی وحی متعارف کو مقابل الہام کے آیت ﴿وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا﴾ کی تفسیر میں قرار دیتا ہے ﴿حیث قال قیل المراد به الالھام والالقاء او الوحی المنزل به الملک﴾

قال (گنگوهی): ایک عجیب بات ہے کہ خواہ مخواہ کلام کو پھول پھل لگا کر بتکلف کفریہ

بنائی جاوے۔

اقول (مولانا لدھیانوی): مقدمات مسلمہ خصم سے نتیجہ نکالنے کا نام تو پھول پھل لگانا ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ دلائل الزامیہ کے قیاسات کو عقیمہ سمجھنا چاہیے۔ ﴿وھو کما تری﴾ البتہ جو شخص اصل عبارت کو چھوڑ کر اور اس کی تائید میں نقل غیر تام لا کر غلط کو بتکلف صحیح بنا رہا ہے بڑی جانفشانی سے نونہال نقل کو بجائے اصل پھول پھل لگا رہا ہے۔

قال (گنگوهی): الہام کو قطعی کہنا قطعیت اس کی کے یہ معنی ہیں کہ ملہم کے نزدیک جو بہت صاف الہام ہوتا ہے قطعی ہوتا ہے نہ دیگر خلق کے نزدیک خلاف وحی۔

اقول (مولانا لدھیانوی): اصل عبارت صاحب کتاب کی یہ ہے اگر آپ کہیں کہ الہام اولیاء کا علم قطعی کا موجب نہیں تو یہ قول آپ کا صرف ایک وسوسہ ہے قبل بیان الہامات مصنوعہ کے قطعیت کو ثابت کرنا اور اپنے الہامات میں ﴿فاکتب لیطیع و الیرسل فی الارض اورانی راض منک﴾ اور ﴿فانی قد غفرت لک﴾ کا بیان کرنا صاف دال ہے اس امر پر کہ اپنے الہامات کی قطعیت بہ نسبت جمیع خلق اور جنتی ہونا اپنا قطعی پر برملا ثابت کر رہا ہے بلکہ ایک مقام میں اس شخص نے اس مضمون کو تصریحاً بیان کیا ہے ﴿وھو ھذا﴾ اور اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ جوامر بذریعہ الہام الٰہی کسی پر نازل ہو وہ اس کے لیے اور ہر ایک کے لیے واجب التعمیل ہے۔ اب آپ کی اصطلاحات پر قضیہ ﴿کیف یصلح العطار ماافسده الدھر﴾ کا صادق آ رہا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی در مکتوبات دوصد ونہم جلد اول میں فرمایند در رسالہ مبداء و معاد چند فقرہ نوشتہ است در بیان فضیلت انبیاء اولی العزم صلوات اللہ تعالیٰ والتسلیمات علیہم و معنی فضیلت ایشاں از بعض دیگر و چوں مبناء آن بر کشف والہام است کہ ظنی است ازان نوشتن و تفرقہ نمودن در فضل نادم و مستغفر است چہ دراں باب بسخن کردن جز بدلیل قطعی جائز نیست ﴿استغفر الله اتوب الی الله من جمیع ماکره الله قول وفعلا﴾ در مکتوبات چہل وکیم فرق درمیان این دو علوم انست کہ

ور وحی قطع است و در الہام ظن زیرا کہ وحی بتوسط ملک است و ملائکہ معصوم اند۔ احتمال خطا در ایشان نیست والہام اگرچہ محل عالی دارد و آن قلب است و قلب از عالم امر است اما قلب را با عقل و نفس نحواز تعلق تحقق است و نفس ہرچند بہ تزکیہ مطمئنہ گشتہ است۔

ہر چند کہ مطمئنہ گردد ہرگز ز صفات خود نہ گردد

قال (گنگوهی): ﴿ یااحمد یتم اسمک ولا یتم اسمی تمامی ﴾ کے معنی الفنا وفنا لئے جاویں تو اس تاویل میں کیا حرج ہے۔ دوسرے معنی لے کر کیوں تکفیر کی جائے کہ خدا تعالیٰ کے نام کو نا تمام لکھا اور اپنے نام کو تمام بنایا کیوں یہ معنی مقرر کرتے ﴿علی هذالقیاس﴾ سب امور جو اپنے کہتا ہے اس کو ظلال کمالات انبیاء سمجھ کر۔

اقول (مولانا لدھیانوی): دوسرے معنی اس واسطے لئے جاتے ہیں کہ یہ مقام در باب مدح ملہم کے ہے نہ در باب عظمت ملہم اور نیز آیت ﴿یتم نعمته علیک ویهدیک صراطا مستقیما﴾ بر تقدیر فرض علاقہ اصلیت وظلیت دوسرے معنوں کو موید ہے۔ نیز اس شخص نے دوسرے مقام میں خود یہی معنی دوسرے کئے ہیں دیکھئے جلد چہارم صفحہ ۵۱۷ سطر ۱۷ ﴿یرضی عنک ربک ویتم اسمک﴾ خدا تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے اسم کو پورا کرے گا۔ اب آپ انصافاً فرماویں کہ ہم باوجود فہم اور علم کے معنی مدلل و مصرح کو کس طرح پس پشت ڈال کر معنی اول اختیار کریں۔ اگر صاحب براہین آیات ﴿تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک ، ومارمیت اذا رمیت ولکن اللہ رمی 'وما ارسلنک الا رحمة اللعلمین اور سورة "انا اعطینا ک الکوثر فصل لربک وانحر ﴾ وغیرہ کا ترجمہ حسب واقعہ کرتا یعنی ﴿ماصدق علیه ﴾ ان آیات کا آنحضرت ﷺ کو ٹھہراتا اور ان کے القا اور الہام کو بطور فال و شگون نیک سمجھتا تو ظلیت کی تاویل اپنے موقع پر ہوتی۔ اس شخص نے تو ہر آیت کے ترجمہ میں بالذات اپنے آپ کو ماصدق علیہ ٹھہرایا ہے۔ اگر اسی کا نام ظلیت ہے تو اگر کوئی منکر اسلام مع اعانت ﴿فبهدا هم اقتده 'واتبع ملة ابراهیم﴾ خاتم النبیین

کے کمالات کو ظلال انبیاء ماسبق قرار دے کر انکار نبوت کی دلیل پیش کرے تو پھر آپ کیا جواب دے سکو گے۔ شاید اگر آپ یہ جواب دیں کہ بعض کمالات پیغمبر آخرالزماں کے اس قبیل کے ہیں کہ انبیاء ماسبق میں موجود نہیں تو پھر علی تقدیر التسلیم یہ کہہ سکتا ہے کہ اس شخص کے پاس کمالات بھی اسی قسم کے ہیں کہ وہ انبیاء ماسبق اور خاتم النبیین میں نہیں پائے جاتے جیسا کہ انگریزی' فارسی' عربی' اردو زبان میں الہامات کا نازل ہونا اور ﴿الا رض والسماء معک کماهو معی وخلقت لک لیلا ونهاراً﴾

قال (گنگوهی): مولانا بندہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ صاحب اور سب لوگ ان کے ان مقالات کو حق تصور کرو یا ان کو ایسا ہی اعتقاد رکھو جیسا وہ کہتے ہیں۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یہ سب افترا کیا ہے یا ان کو یہ امور بطور القاء شیطانی پیش آئے ہوں یا حدیث النفس کی قسم کے خطرات ہوں یا واقعی الہامات من اللہ تعالیٰ ہوں۔ مگر اس میں ان کی مخیلہ اور ہوا جس کا اختلاط ہو گیا ہو یا اختلاط نہیں ہوا مگر ان کی تاویلات کچھ اور ہوں یا حق ہوں اور اس کے معنی درست اور صحیح ہوں کہ جس سے کوئی امر غیر مشروع مراد نہیں مگر بہر حال تکفیر کسی وجہ اور شق پر جائز نہیں اگر القاء شیطانی ہی ہووے تاہم اس وقت تک کوئی وجہ ارتداد اور تکفیر کی نہیں پیدا ہوسکتی۔

اقول (مولانا لدھیانوی): اگر آپ کا یہ مطلب نہیں تھا تو آپ مولوی عبدالقادر وشاہ دین اپنے مریدوں کو کتاب براہین کی ترویج سے کیوں مانع نہ آئے اور جو آپ نے احتمالات ستہ مقالات اس کے بیان فرمائے ہیں اگرچہ فی حد ذاتہا محتمل ہیں لیکن جب آپ نے اس کی ولایت سے انکار ظاہر کیا تو احتمالات ثلاثہ اخیر جو اقسام الہامات سے ہیں ہرگز اس مقام میں جاری نہیں ہوسکتے۔ احتمال اول واقعی تصور کیا جائے تو صاحب مقالات کے کفر پر آیت ﴿ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء﴾ بوجہ اکمل دلالت کر رہی ہے۔ باقی احتمال ثانی وثالث اگرچہ فی حد ذاتہما مؤدی بہ تفسیق و تضلیل نہیں ہیں لیکن القاء شیطانی اور شہوات نفسانی کو قطعیات رحمانی قرار دینا کفر صریح اور ارتداد قبیح ہے بہر حال کلیہ آپ کا 'تکفیر اس کی کسی وجہ اور شک

میں جائز نہیں' جزئیہ کے مقام سے بھی گر پڑا۔

قال (گنگوھی): اور فرمانا کہ دعویٰ اس کا انبیاء سے بڑھ کر ہے اس عاجز کی فہم میں نہیں آتا۔

اقول (مولانا لدھیانوی): دعویٰ ﴿الارض والسماء معک کما ھو معی﴾ کا پیغمبروں سے بڑھ کر نہیں تو کوئی آیت اس مضمون کی جو کسی پیغمبر کی شان میں نازل ہوئی ہو پیش کریں۔

قال (گنگوھی): مولانا! کسی مسلمان کی تکفیر کر کے اپنے ایمان کو داغ لگانا اور مواخذہ اخروی سر پر لینا سخت نادانی وحماقت ہے۔

اقول (مولانا لدھیانوی): اسی طرح جو شخص اہل قبلہ ہو کر ضروریاتِ دینی سے انکار ظاہر کرے یا اور کلمات کفریہ زبان پر لائے اس کی تضلیل وتفسیق وتکفیر سے اعراض کر کے مسلمان قرار دے کر اپنے پر بار جہالت وضلالت لینا سخت حماقت ہے۔ اسی جہت سے علماء شریعت قدیم الایام سے اسی طریقہ پر چلے آتے ہیں کہ جب کسی شخص سے کوئی کلمہ خلاف شریعت سرزد ہوا' اسی وقت تکفیر وتضلیل کر کے لوگوں کو متنبہ کر دیا کرتے ہیں کیونکہ اس توقف اور سکوت میں اہل اسلام کے عقائد کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ دیکھئے منصور کو علماء وقت نے باوجود غلبہ حال کے مرواڈالا اگر اسی کا نام نادانی اور حماقت ہے تو کل علماء امت آپ کے فرمان کے مطابق سخت نادان واحمق ہوئے۔ اب زمانہ ﴿اعجاب کل ذی رائی برائہ ولعن آخر الامۃ اولھا﴾ کا بموجب فرمان واجب الاذعان آنحضرت ﷺ کے آگے۔

قال (گنگوھی): یہ بندہ جیسا اس بزرگ کو کافر فاسق نہیں کہتا ان کو مجدد و ولی بھی نہیں کہہ سکتا صالح مسلمان سمجھتا ہوں۔

اقول (مولانا لدھیانوی): جب آپ اپنی تحقیق ماتقدم میں اس پر مفتری ہونے کا احتمال جاری کر چکے ہیں تو اب آپ اس کو صالح مسلمان کس طرح قرار دیتے ہیں۔ اگر بلحاظ بعض احتمال یہ حکم صادر فرماتے ہیں تو بلحاظ بعض آخر کافر اور مجدد اور ولی کے حکم لگانے میں آپ کو کیا تردد ہے۔

قال (گنگوھی): اور ان کے ان کلمات کو اگر کوئی پوچھے تاویل اور خود اس سے اعراض وسکوت ہے فقط والسلام۔

اقول: (مولانا لدھیانوی) جو تاویلات آپ بیان کر چکے ہیں ان پر جو خدشات میرے ذہن ناقص میں آئے عرض کر چکا ہوں اگر کوئی اور تاویل آپ کے ذہن میں ہے اس کو تحریر فرمادیں۔ واضح رہے کہ مقالات اس شخص کے قابل تاویل ہیں کہ جس شخص کی ولایت میں شک نہ ہو اور دنیا داروں سے ازبس متنفر ہو۔ البتہ ایسے شخص سے اگر کوئی کلمہ احیاناً غلبہ حال میں خلاف شرع صادر ہو تو اس کی تاویل کے درپے ہونا یا اس کو معذور سمجھ کر سکوت کرنا اہل تصوف نے اختیار کیا ہے اور تقلید ان کلمات کی اہل تصوف کے نزدیک بھی ہرگز جائز نہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ جلد اول مکتوبات بست وسوم میں فرماتے ہیں۔ ﴿وما وقع من بعض المشائخ فی السکر من مدح الکفر فمصروف عن الظاھر وانھم معذورون وغیر السکاری غیر معذور فی تقلیدھم لا عندھم ولا عند اھل الشرع﴾' در مکتوبات جلد دوم نوشتہ بودند کہ شیخ عبدالکریم یمنی گفتہ است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ عالم بغیب نیست مخدوما! فقیر را تاب استماع امثال ایں سخنان ہرگز نیست بے اختیار رگ فاروقیم در حرکت می آید وفرصت تاویل وتوجیہ آن نمیدہد قائل آن شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی کلام محمد عربی درکار است نہ کلام محی الدین عربی وصدرالدین قونوی وعبدالرزاق کاشی مارا بنص کاراست نہ بفص فتوحات مدینہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است حق تعالیٰ در کلام مجید خود را بعلم غیب خود می ستاید نفی علم غیب کردن از وسبحانہ بسیار مستبشع ومستکرہ است وفی الحقیقت تکذیب است بر حق سبحانہ غیب را معنی دیگر گفتن از شناعت نمی برآرد ﴿کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم فیالیت شعری ما حملھم علی التفوہ بامثال ھذہ الکلمات الصریحۃ فی خلاف الشریعۃ﴾ منصور اگر انا الحق گوید وبسطامی سبحانی معذور ند ومغلوب در غلبات احوال اما ایں قسم کلام مبنی بر احوال نیست تعلق بعلم ومستند بتاویل است عبدرانمی شاید و ہیچ

تاویلے دریں مقام مقبول نیست ﴿فان کلام السکاری یحمل ویصرف عن الظاہر لاغیر﴾ واگر متکلم ایں کلام مقصود از اظہار ایں کلام ملامت خلق داشتہ باشد ونفرت لنبہا آن نیز مستکرہ است و مستہجن از برائے تحصیل ملامت راہ ہا بسیار است بچہ ضرورت کسی را تا بسر حد کفر رساند۔

پس جب اہل تصوف غیر مغلوب الحال صوفی کے کلمات پر یہ تشدد فرما رہے ہیں تو علماء شرع ایسے شخص کے مقالات پر جو اہل کفر اور اہل رفض کی تعریف بسبب نفع دنیاوی اس قدر کر رہا ہے کہ ان کو اپنا مخدوم اور سید اور حضرت قرار دے رہا ہے اور جو اہل اسلام اس کی کتاب کے خریدنے سے اعراض کرتے ہیں ان کی مذمت اخبار نویسوں کی طرح اپنی کتاب میں کر رہا ہے کیونکر تشدد نہ کریں۔ آپ کی تحقیق مقتضی اس امر کی ہے کہ امام نیچر بھی معاذ اللہ صالح بلکہ اصلح مسلمان قرار دیا جائے کیونکہ ہفوات اس کی عقلی طور پر ہیں یعنی وہ اس شخص کی طرح اللہ تعالیٰ پر افترا نہیں کرتا کہ میرے پر یہ کلمات اللہ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔ بہرحال اس کو صالح مسلمان قرار دینا اور اس کی کتاب کی ترویج سے مانع نہ آنا آپ کا گویا عوام اہل اسلام کے واسطے جو تاویل کا نام تک نہیں جانتے آپ نے گمراہ کرنے کا سامان محقق طور پر از سر نو پیش کیا ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ دیکھئے صاحب در مختار نے مطالعہ کلمات ابن عربی سے کس قدر تہدید نقل کی ہے کہ ان شاء اللہ العزیز حضرت احدیت میں ہم لوگ مکفرین مصنوعی پیغمبر و دجال اور جناب گروہ ماولین میں شمار کئے جاویں گے ﴿واللہ اعلم وعلمہ اتم﴾

فقط دارالسلام رقیمہ محمد لدھیانوی وعبداللہ واسمعیل عفی عنہم [1]

1 فتاویٰ قادریہ صفحہ ۱ تا ۱۵ مطبوعہ ۱۹۰۱ء

دار الافتاء

مسلم عورت سے قادیانی کے نکاح کا حکم

استفتاء

1 ﴿ما قولکم ایھا العلماء الکرام﴾ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد‘ مہدی‘ مسیح موعود‘ پیغمبر اور صاحب وحی والہام ماننے والے مسلم ہیں یا خارج از اسلام اور مرتد۔

2 بہ شکل ثانی اس (مرزائی) کا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا ان کی ہم عقیدہ عورت سے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

3 بہ صورت ثانیہ جس عورت کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منعقد کیا گیا ہے (کیا) ان کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر طلاق اور بلا عدت کسی مرد مسلم سے نکاح کرلیں۔ ﴿بینوا آجرکم علی اللہ تعالیٰ﴾

سائل

مولانا مولوی احمد مختار میرٹھی

۸ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

الجواب

1 ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ﴾ کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿ولکن رسول وخاتم

النبیین ﴾ ۱ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

وقال علیہ السلام (انا خاتم النبیین لا نبی بعدی) ۲ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے۔ جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ ﴿من شک فی کفرہ فقد کفر ﴾ ۳ (جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہو گیا) اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا تو در کنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔

❷ قادیانی عقیدے والے یا (مرزا) قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد خواہ عورت کا نکاح اصلاً ہرگز کسی مسلم، کافر، مرتد یا اس کے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ غرض تمام جہان میں انسان، حیوان، جن و شیاطین کسی سے نہیں ہو سکتا اور جن سے ہوگا زنائے خالص ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ﴿لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية وکذٰلک لا یجوز نکاح المرتدة مع احد' کذا فی المبسوط ﴾ ۴ "مرتد کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح جائز نہیں۔ ایسے ہی مرتدہ کو کسی مرد سے نکاح جائز نہیں۔ جیسا کہ مبسوط میں ہے"۔

اسی میں در بارۂ تصرفات مرتد ہے ﴿ما هو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلا یجوز له ان یتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة ولا ذمية ولا حربية ولا مملوكة ﴾ ۵ "بعض وہ چیزیں جو بالاتفاق باطل ہیں جیسے نکاح تو اس کے لیے کسی مسلمہ مرتدہ اور اصلی کافرہ اور ذمی عورت، حربیہ اور لونڈی سے نکاح باطل ہے"۔

❸ جس مسلمان عورت کا غلطی خواہ جہالت سے کسی کے ساتھ نکاح باندھا گیا اس پر فرض فرض

---

۱ سورۃ الاحزاب' ۴۰ ۲ ترمذی' جلد:۲' صفحہ:۴۵
۳ فتاویٰ شامی' جلد:۳' صفحہ:۳۱۷ ۴ فتاویٰ عالمگیری' جلد:۱' صفحہ:۲۸۲
۵ فتاویٰ عالمگیری' جلد:۲' صفحہ:۲۵۵

ہے کہ فوراً فوراً اس سے جدا ہو جائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں بلکہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں۔ طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو نکاح ہی سرے سے نہ ہوا' نہ اصلاً عدت کی ضرورت کہ زنا کے لیے عدت نہیں۔ بلا طلاق وبلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے ﴿نکح کافر مسلمة فولدت منه لا یثبت النسب منه ولا تجب العدة لانه نکاح باطل ﴾ ۱ "کافر نے مسلمان عورت سے نکاح کیا جس سے اولاد ہوئی تو اس سے نسب ثابت نہ ہوگا۔ عورت پر عدت واجب نہ ہوگی کیونکہ یہ نکاح باطل ہے۔ ردالمحتار میں ہے ﴿ای فالوطئ فيه زنا لا يثبت به النسب ﴾ ۲ "یعنی اس (نکاح) میں وطی زنا ہے جس سے نسب ثابت نہیں ہوتا"۔ ۳

واللہ تعالیٰ اعلم

ابن ابی حاتم کی مرفوع حدیث میں ہے کہ مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں تمہیں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کی نسبت خبر دوں کہ اس کی گردن اور کان کے نیچے تک کی لو کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ اڑنے والا پرندہ سات سو سال تک اڑتا چلا جائے۔ اس کے اسناد بہت عمدہ ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

﴿تفسیر ابن کثیر' جلد:۵' صفحہ:۴۲۰﴾

---

۱ فتاویٰ شامی' جلد:۲' صفحہ:۳۸۰ ۲ ردالمحتار' جلد:۲' صفحہ:۲۸۷
۳ فتاویٰ رضویہ' جلد:۱۱' صفحہ:۵۱۴

بَزمِ اطفال

☆ مسیلمہ کذاب نے نبوت کی جھوٹی دعویدار عورت سے نکاح کیا اس کا کیا نام تھا؟

● سجاح بنت الحارث بن عقفان

☆ سجاح کیسی عورت تھی؟

● سجاح کا خاندانی تعلق بنی ثکلب سے تھا اور یہ مذہبا عیسائی تھی۔ سجاح انتہائی حسین و جمیل اور باتیں بنانے کے فن میں ماہر تھی۔ اسی ہوشیاری کے سبب وہ بہت جلد لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیتی تھی۔

☆ کیا مسیلمہ اور سجاح دونوں جھوٹوں کا مقابلہ بھی ہوا؟

● جی ہاں! سجاح مسیلمہ سے جنگ کرنے کے لیے جب بنی حنفیہ کی طرف روانہ ہوئی تو مسیلمہ کو اس کا علم ہوگیا۔ مسیلمہ نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے اسے تحائف اور خیر سگالی کا پیغام بھیجتے ہوئے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔

☆ اس ملاقات کا کیا انجام ہوا؟

● اس ملاقات میں مسیلمہ نے سجاح کے دل و دماغ پر قابو پالیا اور انہوں نے آپس میں شادی کرتے ہوئے خود ساختہ نبوت کو آپس میں بانٹ لیا۔

☆ کیا اس شادی میں کوئی حق مہر بھی مقرر ہوا؟

● مسیلمہ نے اس شادی کی خوشی میں اپنے اور سجاح کے پیروکاروں کو فجر اور عشاء کی نمازیں معاف کردیں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی

اور

مجاہد ختم نبوت حضرت صوفی ایاز خان نیازی

کی قائم کردہ مجاہدین ختم نبوت پر مشتمل تنظیم

فِدایانِ ختمِ نبوّت

اشاعتِ اسلام خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے لیے میدانِ عمل میں ہے۔ 1973ء میں قائم کردہ "تنظیم فدایانِ ختم نبوت" کی 1995ء میں "تحریک فدایان ختم نبوت" کے نام سے تنظیم نو کی گئی۔ 2000ء میں "تحریک فدایان ختم نبوت" اور "تحریک تحفظ ختم نبوت" کو ختم کر کے موجودہ تنظیم "فدایانِ ختم نبوت" کی بنیاد رکھی گئی۔

اس وقت فدایانِ ختم نبوت، پاکستان کے مرکزی امیر، شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی اور مرکزی ناظم اعلیٰ، خطیب پاکستان حضرت مولانا خان محمد قادری ہیں۔ ان حضرات کی باعلم و عمل اور متحرک قیادت نے فدایان ختم نبوت کو مقام ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بہت جلد اہلسنت و جماعت کی مستند اور نمائندہ تنظیم بنایا ہے۔

فدایانِ ختم نبوت کے جملہ عہدیداران کی جانب سے تمام مومنین کو اس قافلہ عشق و مستی میں شمولیت کی دعوت ہے کہ آئیں اور اہلسنت کی چنیدہ و باعمل قیادت کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کا علم تھام کر نبی آخر الزمان ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سرخرو ہو جائیں۔

نابغہ روزگار، امام المتکلمین، قائد حریت، قائد تحریک آزادی

حضرت علامہ مولانا **فضل حق خیر آبادی** رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷۹۷ء......۱۸۶۸ء)

کی حیات وخدمات

کو

خراج تحسین پیش کرنے کے لیے جلد ایک

تاریخی نمبر

شائع کر رہا ہے۔